https://famousurdunovels.blogspot.com/

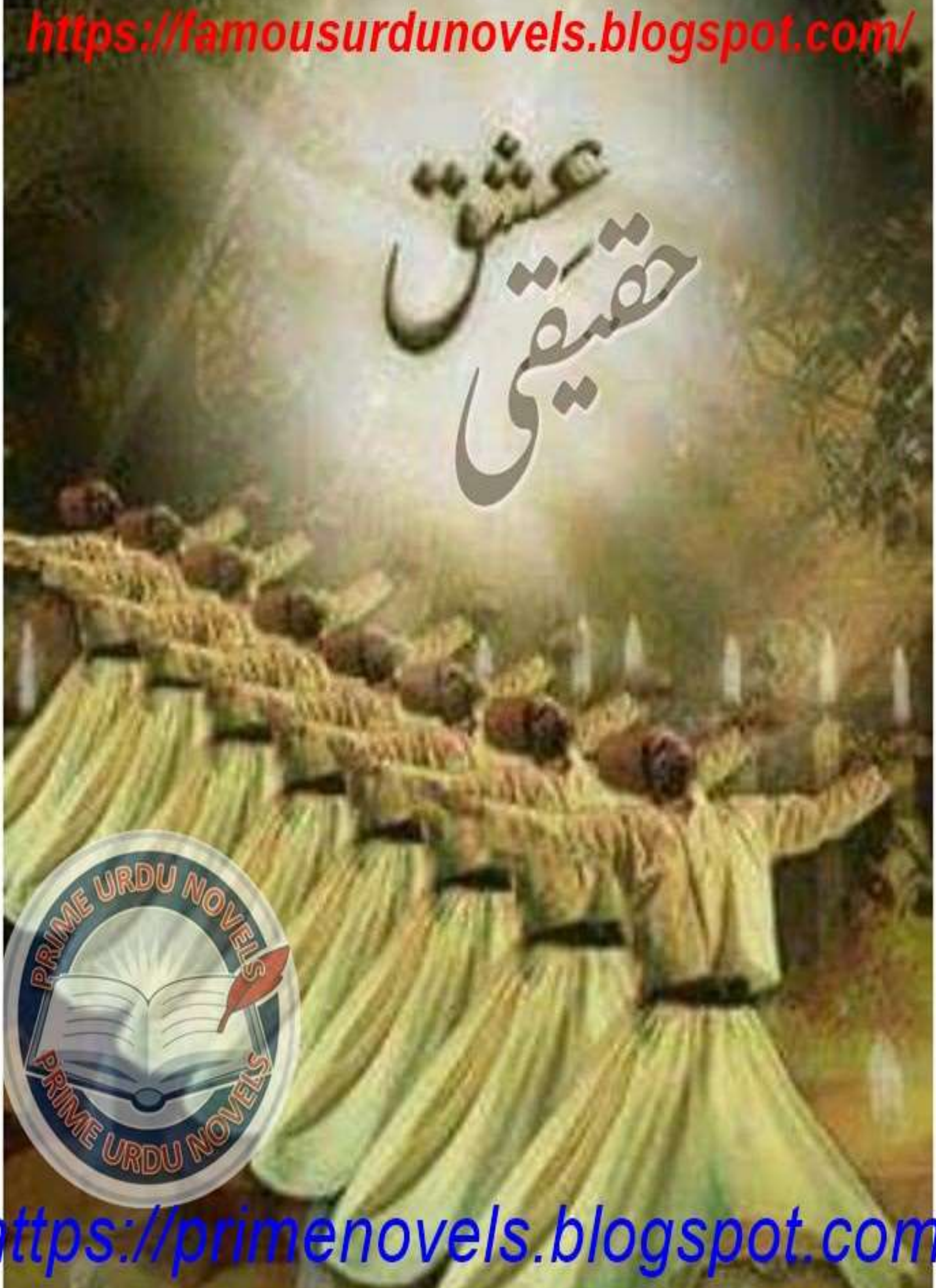

https://primenovels.blogspot.com/

عشقِ حقیقی

تحریر: اریج شاہ

مکمل ناول

Don't copy paste without my permission

حسن بیٹا تم نے کہیں بابر کو دیکھا ہے۔

نہیں بی بی جی بابر تو صبح سے اس طرف نہیں آیا۔جب سے میں نے دوکان کھولی ہے میں نے نہیں دیکھا اسے اور آپ کو تو پتا ہے میں صبح صبح ہی دکان کھول لیتا ہوں۔

حسن نے جواب دیا۔

تو نجمہ اگلی گلی سے اپنے بیٹے بابر کے بارے میں پوچھنے لگی۔

نہیں آج تو بابر کو نہیں دیکھا بی بی جی کل شام کو اسی گلی سے نکلا تھا

اس کے بعد میں نے نہیں دیکھا نہ جانے کہاں گیا ہے۔

میں لڑکے کو بھیجوں...؟۔اس نے اپنے دس سالہ بیٹے کی طرف اشارہ کیا۔

نہیں رہنے دیں میں دیکھ لوں گی۔

بہت شکریہ نجمہ آگے چل دی۔

یہ کوٹلی شہر کا گاؤں ویلی شاہ تھا۔جو شہر سے تقریبا دو گھنٹے کے فاصلے پر تھا۔

اس کا نام ویلی شاہ اس لئے تھا۔کیونکہ سب سے پہلے یہاں حویلی بنانے والے آدمی شاہ وارث شاہ تھے۔انکی دیکھو دیکھی لوگ یہاں آکر بسنے لگے۔ساری زمین وارث شاہ کی اپنی تھی جو انہوں نے غریبوں کو دے دی تھی سبھی لوگ شاہ وارث شاہ کو بہت مانتے تھے۔وہ اس علاقے کے سب سے امیر اور پڑھے لکھے آدمی تھے۔یہی وجہ تھی کہ انہیں اس گاؤں کا سرپنچ بنایا گیا تھا۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی گدی ان کے بیٹے جابر شاہ نے سنبھال لی۔اور پھر جابر شاہ سے ان کے بیٹے راحیل شاہ نے۔اور راحیل شاہ سے ان کے چھوٹے بھائی تیمور شاہ نے یہ سلسلہ نسلوں سے جاری تھا۔

لیکن اب شاہ خاندان کے ساتھ ساتھ ویلی شاہ پورا پریشان تھا کیونکہ اب اس گدی کو سنبھالنے والا کوئی نہ تھا۔

تیمور شاہ کی دو بیٹیاں تھیں۔سامیا اور تائشہ۔جبکہ اس خاندان کا کوئی وارث ہی نہ تھا اگر کوئی وارث تھا تو صرف بابر ۔راحیل شاہ اکلوتا بیٹا۔

لیکن اس کے حوالے گدی نہیں کی جاسکتی تھی۔

بابر کو دیکھا کہیں اب وہ چھوٹے چھوٹے بچوں کے پاس تھی جو کھیل رہے تھے۔

نہیں بڑی بی بی جی بابر تو نہیں آیا یہاں۔بیٹھے ہوئے بچے نے جواب دیا۔

بڑی بی بی جی بابر کو ڈھونڈ رہی ہیں ایک بچہ بھاگتے ہوئے ان کے پاس آیا۔

ہاں بیٹا تم نے دیکھا میرا بابر کہاں ہے۔ نجمہ نے بے تابی سے پوچھا اس نے صبح سے اپنے اکلوتے بیٹے کو نہ دیکھا تھا

بڑی بی بی جی میں نے بابر کو بڑے مزار پر دیکھا ہے میں صبح اماں کے ساتھ گیا تھا وہاں۔ میں نے اسے بولا چل واپس گاؤں چلتے ہیں تو کہتا ہے تو جا بھاگ ورنہ تجھے پتھر ماروں گا مجھے لگا سچ میں نہ پتھر مار دے اس لیے میں اماں کے ساتھ واپس آگیا۔

سات سالہ بچے نے بڑی معصومیت سے مکمل بات بتائیں۔

اچھا بیٹا تم لوگ کھیلو۔ میں خود لے آؤں گی بابر کو۔

نجمہ بچوں کو واپس کھیلنے کا کہہ کر بڑے مزار کی طرف چل دی۔ بڑی بی بی تھی گاڑی لے آوں۔ صفدر جو اس کے ساتھ بابر کو ڈھونڈنے نکلا تھا۔

بابر کا پتہ چلا تو نجمہ سے پوچھنے لگا

نہیں گاڑی گاؤں سے نہیں جائے گی اور دوسرا راستے سے جائیں گے تو بہت دیر ہو جائے گی سردی کی شامیں ہیں ابھی اندھیرا ہو جائے گا۔

تم ایسا کرو تم حویلی جاؤ میں بابر کے ساتھ واپس آجاؤں گی

نجمہ نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

بی بی جی اگر بابر وہاں نہ ہوا تو۔۔؟

بابر وہی ہو گا تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے تم جاو واپس۔ نجمہ اسے کہتی بڑی دربار کی طرف چل دی

اول حمد ثنا الٰہی جو مالک ہر ہر دا

اول حمد ثنا الٰہی جو مالک ہر ہر دا

اس دا نام چتارن والا کسے وی میدان نہ ہر داد شمن مرے تے خوشی نہ کریئے سجناں وی مر جاناں ڈیگر تے دن گیا محمد اوڑک نوں ڈوب

نغمہ بری دربار کے قریب پہنچی تو اونچی آواز میں کوئی سیف الملوک پر رہا تھا۔

وہ تیزی سے دربار کے پاس آئیں اور جوتے اتار کر اندر چلی آئی۔ ملنگ دمال ڈال رہے تھے۔

کچھ لوگ وہاں قریب بیٹھے چمٹا بجا رہے تھے۔ اور چمٹے کی آواز کے ساتھ ملنگ دمے ڈال رہے تھے۔

وہ ان کے قریب سے گزرتی دربار کی دوسری طرف آئی۔ وہاں پر بھی ایسا ہی ماحول تھا۔

ایک آدمی بیٹھا سیف لملوک پر رہا تھا دوسرا اس کا ساتھ نبھا رہا تھا اور دو بیٹھے چمٹے بجا رہے تھے۔

جبکہ یہاں چار ملنگوں کے ساتھ اس کا بیٹا بابر بھی تھا۔

اس نے بابر کو کھینچ کر ان میں سے نکالا۔

بابر تو یہاں کیا کر رہا ہے میں صبح سے تجھے ڈھونڈ رہی ہوں کوئی جگہ نہیں چھوڑی پورا گاؤں ڈھونڈ مارا میں نے اور تو یہاں ہے صبح سی شکل تک نہیں دیکھی تیری۔ اپنے 23 سالہ بیٹے بابر کو دیکھ کر نجمہ اپنی آنکھوں کی پیاس بجھانے لگی۔

جبکہ بابر ابھی تک اپنے پیچھے ملنگوں کو دمال ڈالتا دیکھ کر ان کے ساتھ ناچ رہا تھا۔

چھ۔۔چھ۔۔چھ۔۔۔ چھوڑ مجھے میں وہاں جاؤں گا وہاں اور مجھے۔ کیوں پکڑا ہے مجھے چھو۔۔۔۔ چھوڑ۔۔۔۔ چھوڑ مجھے۔ پتھر۔۔۔ اٹھا کے ماروں۔۔۔۔ ماروں گا۔

وہ اس سے ہاتھ چھوڑو تا تیزی سے واپس ان ملنگوں کے بیچ چلا گیا۔

بابر میرا بچہ چل گھر چل دیکھ باہر اندھیرا ہو رہا ہے ابھی رات ہو جائے گی پھر تجھے واپس آتے ہوئے ڈر لگے گا نہ چل میں تجھے اپنے ساتھ لے چلتی ہوں نجمہ ایک بار پھر سے اپنے جوان بیٹے کا ہاتھ تھاما۔

نی۔۔۔ نہیں جاؤں گا۔۔۔ میں نہیں جاؤں گا۔۔۔ بولا نہیں جاؤں گا نہیں جاؤں گا۔

چھ۔۔۔۔ چھ۔۔۔۔ چھوڑو مجھے۔۔۔۔۔ پتھر ماروں گا۔ وہ ایک بار پھر سے اپنا آپ چھڑاتا ان ملنگوں کے پاس جانے لگا جب نجمہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر تقریبا اسے اپنے ساتھ گھسیٹا تھا۔

چھ۔۔۔۔۔ چھ۔۔۔ چھوڑو مجھے چھوڑو میں کہتا ہوں اور مجھے پتھر ماروں گا۔۔۔۔۔ زور سے لگے گا۔۔۔۔۔ خون نکلے گا اور مجھے۔۔ چھوڑو۔ وہ اسے گھسیٹتے ہوئے دربار سے باہر نکل آئی۔

جوتے پہنو وہ اپنے جوتے پہن کر سے زبردستی جوتے پہنانے لگی لیکن وہ نہیں پہن رہا تھا۔

اس نے خود اس کے جوتے اٹھائے اور زبردستی اسے اپنے ساتھ چلو آنے لگی۔

وہ عورت 23 سالہ بیٹے کو کیسے اپنے ساتھ کھینچ کر لے کے جا سکتی تھی بڑی مشکل سے وہ اسے گھسیٹ رہی تھی جب بابر وہیں زمین پر مٹی میں بیٹھ گیا۔

اور ہاتھ پیر مارنے لگا۔

چھ۔۔۔ چھوڑ دو مجھے نہیں جانا۔۔۔۔۔ تمہارے ساتھ چھ۔۔۔ چھوڑ دو مجھے میں کہتا ہوں۔۔۔۔۔ چھوڑ دو۔۔۔ پتھر ماروں گا خون نکلے گا۔۔۔۔ درد ہو گا۔۔۔۔ زور سے لگے گا۔۔

اس نے کہتے ہوئے زمین سے کہیں پتھر اٹھائے اور اپنی ماں کو بری طرح مارنے لگا۔

بابر یہ تو کیا کر رہا ہے چل میرے ساتھ گھر... وہ بابر کے ہاتھ سے پتھر چھیننے کی کوشش کرنے لگی تب بابر نے اس کے سر پر پتھر دے مارا۔

جا۔۔۔۔۔ جا یہاں سے پتھر ماروں گا۔ بابر زمین پر بیٹھ کر بری طرح رونے لگا۔

اونچا اونچا ہونے کی وجہ سے آگے پیچھے کے سب لوگ ان کی طرف متوجہ ہو کر شاہ حویلی کے آخری وارث کا تماشہ دیکھ رہے تھے۔

ٹھیک ہے جا رہی ہوں میں۔ تو مت رو میرا پتر۔ میرا بچہ میں جا رہی ہوں یہاں سے۔ تو بس چپ ہو جا.. نجمہ روتے ہوئے واپسی کی راہ لے چکی تھی۔

بابر واپس دربار کے اندر آیا اور انہی ملنگوں کے ساتھ دمال ڈالنے لگا۔

اللہ۔۔۔اللہ تجھ سے۔ ناراض۔۔۔۔۔ناراض ہے سخت ناراض۔ دوسرے ملنگ نے اس کے قریب آکر کہا۔

کیوں۔۔۔۔۔کیوں۔۔۔۔۔۔کیوں ناراض ہے۔۔۔۔ میرا اللہ۔۔۔میں تو نہیں گیا۔۔۔۔واپس۔۔وہ رک کر ملنگ سے پوچھنے لگا۔

تو نے اپنی جنت کو مارا۔ جنت کو پتھر مارا تو نے۔

اللہ ناراض۔۔۔۔۔۔۔سخت ناراض ہے۔۔ اللہ جنت میں ہی دے گا تجھے۔۔۔۔۔ جا معافی مانگ اپنی ماں سے وہ مان جائے گی تو جا کے اللہ تجھے جنت دے گا۔۔۔۔۔۔

ملنگ اسے بول کر ایک بار پھر سے دم ڈالنے لگا۔

جبکہ بابر وہی سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر باہر کی طرف بھاگ گیا تھا۔

اماں۔۔۔۔۔وہ گلیوں میں ننگے پیر بھاگتا اپنی ماں کو زور زور سے آوازیں دینے لگا۔

ساتھ اونچی اونچی آواز میں رو بھی رہا تھا۔

جب راستے میں ایک پتھر پیر پر موڑنے کی وجہ سے وہی زمین پر گر گیا۔

چوٹ سخت لگی تھی اسی لیے رونے میں شدت آگئی۔

وہ اٹھا اور ایک بار پھر سے بھاگنے لگا۔

اماں۔۔۔۔۔۔اب بھی اونچی اونچی آواز سے میں اپنی ماں کو پکار رہا تھا۔

پورا گاؤں اندھیرے میں ڈوب چکا تھا۔

پوری حویلی کھلی تھی۔وہ پچھلے دروازے سے آیا کیونکہ گاؤں کی طرف ان کا پچھلا راستہ کھلتا تھا۔

حویلی کے اندر بیٹھی سامیہ اور تائشہ ایک دوسرے سے باتیں کر رہی تھی۔

ساتھ میں ان کی ماں نرگس بھی بیٹھی تھیں۔

وہ بنا انکی طرف دیکھیں تیزی سے اپنی ماں کی کمرے کی طرف چلا گیا۔

نجمہ اندر بیٹھی رو رہی تھی۔اس کے سر چوٹ لگی تھی...

وہ تیزی سے اس کے پاس آیا اور اس کے پیروں پر اپنا سر رکھ دیا۔

غلطی۔۔۔۔۔۔ہو گئی معاف۔۔۔۔کر دے۔۔۔۔۔۔۔میں نے تجھے یہاں۔۔۔۔۔مارا نہ معاف۔۔۔۔معاف کر دے۔تو ناراض ہو جائے گی تو وہ بھی ناراض ہو جائے گا پھر وہ مجھے جنت نہیں دے گا۔

سچی۔۔۔۔آئندہ نہیں مارونگا پتھر۔۔۔۔۔۔۔زور سے بھی نہیں لگے گا۔۔۔۔۔چوٹ بھی نہیں لگے گی۔۔۔۔۔خون بھی نہیں نکلے گا۔۔۔۔معاف کر دینا۔معافی۔۔۔۔معافی۔۔۔وہ اس کی گود میں سر رکھے رو رہا تھا۔

نا میرے بچے نہیں ہوں تجھ سے ناراض...اسے اپنے سینے سے لگاتے نجمہ نے روتے ہوئے کہا۔

بلا ماں بھی اپنے بچوں سے ناراض ہو سکتی ہے کیا۔۔۔

تو تو میرا بچہ ہے میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے..وہ اس کا ماتھا چومتے ہوئے بولی۔

سچی۔۔۔۔تو نے معاف کر دیا۔۔۔۔۔اب اللہ۔۔۔۔۔اللہ مجھے جنت دے گا۔دیکھو۔۔۔۔۔۔مجھے چوٹ لگی ہے۔۔۔۔درد ہو رہا ہے۔۔۔۔۔خون بھی نکلا ہے۔۔۔۔وہ اپنا پیر سے دکھاتے ہوئے بولا اور ایک بار پھر سے رونے لگا۔

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں

تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا

پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی

تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے

ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر

ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس)اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر

پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUESSION

میں نجمہ تیزی سے اٹھی ہو اس کے لیے فرسٹ ایڈ باکس اٹھا کر لائی۔

کیوں کرتا ہے یہ سب کچھ اپنی ماں کو مارنا چاہتا ہے۔ سنبھل جا بیٹا۔ تائشہ کی شادی ہونے والی ہے۔ تیری منگ تھی بیٹا۔ تیری چاچی کہتی ہے تو اس قابل ہی نہیں ہے کہ وہ تجھے اپنی بیٹی دی

سنبھل جا میرے بچے۔ اب بوڑھی ہڈیوں میں اتنی جان نہیں ہے کہ تیری حفاظت کرے۔

تائشہ کے لیے بیر۔۔۔ لایا تھا۔ بہت سارے جیب۔۔۔ بھر کر۔۔۔ سامی کو نہیں دوں گا۔۔۔ مارتی ہے مجھے ۔۔۔ اسے میں مارونگا پتھر ماروں گا پتھر۔۔۔ زور سے لگے گی اس کو۔۔۔ خون نکلے گا۔۔۔ وہ کہتا ہوں اٹھ کر باہر جا چکا تھا۔

جبکہ اس کی ماں ایک پر پھر سے سوچنے لگی تھی۔۔۔ آخر بابر کب ٹھیک ہو گا۔

****

وقت آدھی رات سے اوپر جا سکا تھا

بابر سو رہا تھا۔ خواب میں اسے دور ایک ملنگ دامل ڈالتا ہوا نظر آ رہا تھا۔

وہ اس کے پاس آیا۔ لیکن اسے دیکھ کر ملنگ جانے لگا

چل میرے ساتھ۔ ملنگ نے، مڑ کر کہا..

کہاں جا رہے ہو تم.. بابر نے پوچھا..

اللہ کے پاس اللہ کے گھر۔ یہ دنیا ہماری نہیں ہے ہمیں اپنے اللہ کے پاس جانا ہے اس کے گھر۔ چل میرے ساتھ۔

۔۔۔ پھر پلٹ کر جانے لگا بابر بھی اس کے ساتھ چلنے لگا...

اللہ کا گھر وہاں نہیں اللہ کا اگر اس طرف ہے مسجد وہاں ہے مسجد ہی تو اللہ کا گھر ہے۔

ہاں صحیح کہا تم نے ہی مسجدیں اللہ کا گھر ہیں۔ لیکن میری ایک بات کا جواب دو...

یہ مسجد اللہ کا گھر کیسے ہو گیا۔ جہاں لوگ صرف دکھاوے کے لیے آتے ہیں۔ سجدے دکھاوے کے لئے کرتے ہیں۔

عبادت دکھاوے کے لئے کرتے ہیں دعائیں دکھاوے کے لیے مانگتے ہیں۔

پھر اپنی من کی مرادیں مانگتے ہیں پاتے ہیں چلے جاتے ہیں...

چلو میرے ساتھ۔ وہاں چلو جہاں اللہ بلاتا ہے۔ اللہ کا گھر وہاں ہے۔ جہاں وہ خود اپنے بندوں کو بلاتا ہے۔ یہاں سے بہت دور۔ ملنگ ایک بار پھر سے چل دیا بابر اس کے پیچھے بھاگا تھا...

رکو مجھے بھی لے چلو اپنے ساتھ اللہ کے گھر مجھے بھی جانا ہے رک جاؤ... وہ اس کے پیچھے بھاگنے لگا

اچانک بابر کی آنکھ کھل گئی۔

وہ باہر نکلا اور دروازے کی طرف بھاگا۔

کھول دروازہ۔۔۔۔۔۔ مجھے اللہ کے۔۔۔۔۔ گھر جانا ہے۔۔۔۔۔۔ وہ چلا جائے گا۔۔۔۔۔۔ دروازہ کھولو میں ۔۔۔۔۔۔ کہتا ہوں کھولو۔۔۔۔۔۔ دروازہ وہ چلانے لگا۔

نجمہ اس کی آواز سنتی دوڑتے ہوئے باہر آئیں۔

کیا ہوا ہے میرے بچے کیوں چلا رہا ہے کیوں رو رہا ہے کیوں دروازہ پیٹ رہا ہے تو...

مجھے اللہ۔۔۔۔۔ کے گھر جانا ہے۔۔۔۔۔۔۔ یہ لوگ مجھے۔۔۔۔۔۔۔ جانے نہیں دے رہے۔۔۔۔۔ ان سے کہو ۔۔۔۔ دروازہ۔۔۔۔۔۔۔ کھولیں نہیں تو وہ چلا جائے گا۔۔۔۔۔۔۔ پھر میں اکیلے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیسے جاؤں۔۔۔۔۔ گا اللہ۔۔۔۔۔ کے گھر میں۔۔۔۔۔۔ دروازہ کھولیں۔

کون چلا جائے گا بیٹا کون ہے باہر۔ وہ پریشانی سے پوچھنے لگی۔

باہر بابا ہے۔۔۔۔۔وہ اللہ۔۔۔۔۔کے گھر جا رہا۔۔۔۔۔ہے مجھے۔۔۔۔۔بھی اپنے ساتھ۔۔۔۔۔چلنے کو کہہ۔۔۔۔۔رہا تھا۔۔۔۔۔دروازہ کھولو۔۔۔۔میں بھی اس۔۔۔۔کے ساتھ۔۔۔۔جاؤں گا۔

وہ ایک بار پھر سے زور زور سے دروازہ پیٹنا لگا۔

اور زور زور سے رونے لگا۔

اکیلے مت۔۔۔جانا بابا میں کس۔۔۔۔۔۔کے ساتھ جاؤں۔۔۔۔۔۔گا کھولو۔۔۔۔۔۔دروازہ۔۔۔۔۔۔وہ دروازہ پیٹتے ہوئے چلا رہا تھا جیسے کوئی باہر سچ میں کھڑا ہوں

کیا ہے کیا تماشا لگا رکھا ہے۔ تیمور شاہ کے باہر نکلتے ہی سناٹا چھا چکا تھا۔

مجھے۔۔۔جانا ہے۔۔۔۔۔وہ ہلکی آواز میں ممنایا تھا ایک تیمور ہی تھا جس کی وہ ہر بات مانتا تھا اور اس سے ڈرتا تھا۔

کہاں جانا ہے تمہیں۔اندر جاؤ آرام سے سو جاؤ سب کی نیند خراب کر دی ہے تم نے۔

تیمور شاہ اونچی آواز میں کہتا ہوا اسے اندر جانے کا اشارہ کر رہا تھا۔

بابر نظریں نیچی کرتا ہوا اندر جانے لگا۔

مجھے لگتا ہے بابر سائیں پر کسی نے تعویذ کروائے ہیں۔ آدھی رات کو اٹھ کر بیٹھ جاتے ہیں دروازہ پیٹنے لگتے ہیں کہتے ہیں باہر کوئی ہے۔

سارا سارا دن دربار میں دمال ڈالتے رہتے ہیں۔

بی بی جی کسی اچھے پڑھے لکھے عالم کو دکھائیں۔ان کے گھر آئی نئی نوکرانی بولی تھی۔

بی بی جی نے کوئی جگہ نہیں چھوڑی ہر جگہ علاج کروایا ہے کوئی پیر عالم ڈاکٹر نہ چھوڑا۔

لیکن بابر سائیں ایسے ہی ہیں۔شاید وہ اللہ لوک ہیں دوسری نوکرانی تبصرہ کرتے ہوئے اندر جا چکی تھی۔

اس کے بعد وہ اپنے کمرے میں نہیں بلکہ چھت پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔

وہ ساری رات اکثر وہیں بیٹھا رہتا تھا نہ اسے سردی محسوس ہوتی تھی اور نہ ہی گرمی سردیوں کے اس موسم میں وہ بھی وہ بنا سویٹر اور چادر کے رہتا تھا۔

صبح اذان کا وقت ہوتے ہی وہ بے چین ہو گیا۔

اذانوں کے دوران جب تک گھر کا مین گیٹ نہ کھولے وہ ایسے ہی بے چین رہتا تھا۔

تھوڑی دیر میں اس کا چاچا تیمور نہا دھو کر باہر نکلے۔وہ صبح مسجد جا کے نماز پڑھتے تھے۔

بابر نیچے آجاؤ مسجد چلتے ہیں۔وہ جب تک خود بابر کو آواز دے کر اپنے ساتھ چلنے کو نہ کہتے وہ نیچے نہیں اترتا تھا۔

وہ صرف انہی سے ڈرتا تھا باقی اسے گھر میں کسی کا خوف نہ تھا ان سے بھی ڈرنے کی یہی وجہ تھی۔

کہ اس نے بچپن میں اپنی تائی کو ان کے ہاتھوں مار کھاتے دیکھا تھا۔

اور کئی دفعہ تو چاچا اسے بھی مار دیتے۔وہ اپنے چاچا کے ہاتھوں بہت بار مار کھا چکا تھا۔

چاچا کی آواز آتے ہی وہ فوراً سیڑھیوں سے نیچے بھاگا۔اور ان کے پیچھے مسجد کی طرف آیا۔

دونوں نے آکر وضو کیا اور نماز پڑھنے آ گئے۔

نماز کے بعد جیسے ہی سلام پھیر کے چچا نے بائیں جانب دیکھا۔

تو بابر وہاں نہیں تھا۔

وہ اٹھ کر آگے پیچھے دیکھنے لگے بابر مسجد میں کہیں بھی نہ تھا۔

اشرف جاؤ بابر کو دیکھو کہاں ہے وہ انہوں نے اپنے ملازم کو کہا جو ان کے پیچھے ہی نماز ادا کرنے حویلی سے آیا تھا۔

کچھ دیر بعد اشرف زبردستی بابر کو اپنے ساتھ گھسیٹتا ہوا لے کے آ رہا تھا جب کہ وہ اپنے ہاتھ میں پتھر کھائے زور زور سے رو رہا تھا۔

کیوں چلا رہے ہو تم۔اور مجھے بنا بتائے کہاں چلے گئے تھے۔حویلی چلو آج تمہیں دیکھنے کے لیے ڈاکٹر آنے والا ہے

۔

چاچا نے اس کے ہاتھ سے پتھر لے کر زمین پر پھینکے اور اس کا ہاتھ تھامیں چل دیئے۔

ڈاکٹر ڈاکٹر۔۔۔ڈاکٹر نہیں جانا۔۔مارتا ہے مجھے۔۔۔زور سے لگتی ہے۔۔بابر ان کے پیچھے چلتے ہوئے کہہ رہا تھا

۔

نہیں مارے گا میں ساتھ رہوں گا تمہارے۔بس تمہیں چیک کرے گا اور واپس چلا جائے گا میں نے سنا ہے کہ کراچی میں ایک بہت بڑا ڈاکٹر آیا ہے اگلے ہفتے تمہیں وہاں لے کر چلوں گا۔باقی اللہ بہتر کرے گا۔

وہ اپنے ساتھ لے بول رہے تھے۔

اللہ اللہ۔۔۔بہتر کرے۔۔۔۔۔گا۔باقی اللہ بہتر کرے گا۔۔اللہ سب۔۔۔سب بہتر کرے گا۔وہ ان کے پیچھے چلتا ہوا بول رہا تھا۔

گھر۔۔۔گھر۔۔۔۔کہاں ہے اللہ۔۔۔۔کا میں جاؤں۔۔۔۔گا اللہ کے گھر۔کہاں ہے۔۔۔۔۔۔۔کہاں ہے اللہ۔۔۔اللہ کا گھر۔وہ پوچھنے لگا۔

تمہارے دل میں ہر انسان کے دل میں اللہ ہر دل میں بستا ہے۔چاچا نے جواب دیا۔

تو پھر۔۔۔۔۔۔وہ۔۔۔وہ کہاں جا رہا تھا۔۔اس نے۔۔۔۔۔کہا۔کہا کہ اللہ۔۔۔۔اللہ کے گھر جا رہا ہے۔

وہ پھر سے پوچھنے لگا چاچا کو لگا شاید کوئی آدمی اس سے ملا ہے جس نے اس طرح سے بات ہو۔

وہ شاید حج پے جا رہا ہوں۔۔مکہ میں۔حویلی آچکی تھی۔۔

میں بھی۔۔۔ہاں میں بھی۔۔۔۔۔۔جاؤں گا اللہ۔۔۔۔۔۔۔اللہ کے گھر۔۔۔۔گھر۔۔۔

دور۔۔۔۔ہے کیا۔۔۔۔اللہ کا۔۔۔گھر۔۔۔وہ پھر سے پوچھنے لگا

ہاں بہت دور ہے۔۔ لیکن ہم جائیں گے ان شاءاللہ وہ اس کا کندھا تھپتھپا کر بولے اور اپنے ساتھ ناشتے کی ٹیبل پر بٹھایا۔

ناشتہ کر کے تیار رہنا آج ہم شہر چلیں گے۔ تائشہ کی شادی ہے اس کے لیے شاپنگ کرنی ہے۔

وہ اسے حکم دے کر چلے گئے وہ جانتے تھے کہ وہ ان کی بات نہیں سمجھتا اور نہ ہی سمجھنے کی کوشش کرتا ہے لیکن وہ پھر بھی اپنی طرف سے کوشش کرتے کہ وہ ان کی باتوں کو سمجھنے لگے کہ۔ان کی مجبوریوں کو سمجھنے لگے وہ سمجھ جائے کہ انہیں ایک بیٹے کی ضرورت ہے۔

وہ بچپن سے ہی اس سے بہت محبت کرتے تھے۔ تبھی تو جب تائشہ پیدا ہوئی تو انہوں نے اسے بابر کے نام کی انگوٹھی پہنائی تھی۔

لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انہیں پتہ چلا کہ بابر کو دنیا جہان کی کوئی سمجھ نہیں ہے وہ تو اپنی دنیا میں مگن رہنے والا انسان ہے اسے دنیا کی کوئی پرواہ نہیں۔اس پر نہ لوگوں کی باتیں اثر کرتی ہیں اور نہ ہی مال و دولت۔

بابر کی حالت دیکھتے ہوئے انہوں اپنی بھابھی سے مشورہ کر کے دولت کا کچھ حصہ بیٹیوں کے نام کروا دیا جس کے بعد تیمور کی بیوی نے یہ رشتہ ختم کر دیا۔

اس کے بعد دونوں میں بہت لڑائی جھگڑے ہوئے۔ تیمور کو آج بھی یقین تھا کہ بابر ٹھیک ہو جائے گا۔

لیکن نرگس اک پاگل انسان کو اپنی بیٹی دینے کو تیار نہ تھی۔

آج ایک ہفتے کے بعد چاچا اسے اپنے ساتھ کراچی لے کے آئے تھے

بابر کبھی یہ بڑا شہر دیکھتا تو کبھی بڑی بڑی عمارتیں

چاچا۔۔۔۔اللہ۔۔۔اللہ کا گھر کہاں ہے۔۔۔۔۔۔۔آپ نے کہا تھا۔۔۔۔۔اللہ۔۔۔۔۔۔۔اللہ۔۔۔کا گھر۔۔۔۔۔گھر۔۔۔دور ہے ہم۔۔۔۔۔بھی تو اتنی دور۔۔۔دور آئے ہیں کہاں۔۔۔۔۔اللہ کا گھر۔ تیمور کو ہر گز اندازہ نہیں تھا کہ وہ اس کی باتیں یاد رکھتا ہے۔

ارے جھلے اللہ کا گھر یہاں نہیں ہے مکہ میں ہے۔اور مکہ یہاں سے بہت دور ہے۔۔۔۔

ہم جائیں گے ان شاء اللہ سامیہ اور تائشہ کی شادی ہو جائے پھر جائیں گے۔

سامی کو نہیں لے کے جائیں گے۔۔۔۔۔۔گندی ہے۔۔۔۔۔بابر کو مارتی ہے۔۔۔۔صرف۔۔۔۔۔تاشی۔۔۔۔۔۔کو لے کے جائیں گے وہ نہیں مارتی بابر کو۔۔۔۔۔۔۔۔میں بیر۔۔۔۔بھی لاتا ہوں۔۔۔۔اس کے لئے۔۔۔۔

وہ دونوں اپنے اپنے گھر کی ہو جائیں گی تو بس ہم چاروں چلیں گے میں تیری چاچی تیری ماں اور تو۔چل ہسپتال آگیا۔

وہ اسے اپنے ساتھ اندر لے جانے لگے۔

یا اللہ میں آخر امید لے کر یہاں آیا ہوں۔بابر کو ٹھیک کر دے۔

کراچی سے ناامید ہو کر ہی واپس لوٹے تھے ڈاکٹر نے کہا تھا کہ بابر ذہنی طور پر بالکل ٹھیک ہے۔۔

یا تو بابر جان بوجھ کا اس طرح پاگلوں جیسی حرکتیں کرتا ہے۔

یا شاید اسے کوئی چوٹ لگی ہے جس کی وجہ سے وہ ایسا ہو گیا ہے لیکن اس کے مائنڈ سیلز بالکل ٹھیک ہیں۔وہ ایک عام انسان کی طرح سوچتا ہے۔یہ بات الگ ہے کہ اس کے ذہن میں دنیاوی سوچ نہیں ہے۔

اسے کسی اسکائٹرس کے پاس لے کے جائے۔وہی اسے بہتر بتائے گا۔

اس کا علاج ایک اسکائٹرس ہی کر سکتا ہے۔

آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ بابر پاگل ہے۔ تیمور کو ان کی بات اچھی نہیں لگی تھی۔

ویسے یہ کہنا غلط بھی نہ ہو گا۔

مجھے بابر پاگل نہیں لگتا۔ لیکن پھر آپ ایک پاس اسکائٹرس کو دکھا دیں گے تو اس کے لئے بہتر ہو گا۔

وہ ہر جگہ بابر کا علاج کروانے کی کوشش کر چکے تھے جہاں کوئی انہیں کچھ بتاتا وہ اسے لیے وہاں پہنچ جاتے اچھے سے اچھا ڈاکٹر پیر فقیر کچھ نہ چھوڑا تھا۔

لیکن نتیجہ ہمیشہ کی طرح صفر ہی تھا۔

تائشہ کی شادی سر پہ آچکی تھی۔ جس پر ان کی بیوی نے انہیں صاف لفظوں میں کہا کہ بھائی کے بیٹے کو چھوڑیں اور اپنی بیٹیوں کے بارے میں سوچیں۔

اور یہی وجہ تھی کہ وہ اب بابر سے تھوڑا ہٹ کر اپنی بیٹیوں کے بارے میں سوچنے لگے تھے آخر ان کی لاڈلی کی شادی تھی وہ اس وقت اسے نظر انداز نہیں کر سکتے تھے وہ بیٹی جسے وہ ہمیشہ سے کہتے تھے کہ تم تو ہمارے ہی گھر میں رہو گی وہ ان کے گھر سے رخصت ہونے جا رہی تھی۔

اور جس کے لیے انہوں نے ایسا سوچا تھا اسے تو پرواہی نہ تھی۔

اسی دوران تائشہ کی رخصتی کا دن بھی آپہنچا۔

اور بابر کا کوئی اتا پتا نہ تھا نجمہ کبھی مہمانوں کو سنبھالتی تو کبھی نوکروں کو بابر کو ڈھونڈنے بھیجتی

پھر رات کے اندھیرے میں تقریباً چھ بجے کے قریب بابر واپس آیا۔ سردی ہونے کی وجہ سے کافی اندھیرا ہو چکا تھا لوگوں کا ہجوم جمع تھا گاؤں کے سرپنچ کی بیٹی کی شادی تھی پورا گاؤں ہی دعوت میں شریک تھا۔

وہ صبح نہا دھو کر نئے کپڑے پہن کر باہر نکلا تھا اور اب اس کے کپڑوں کی حالت ایسی تھی جیسے کہیں سالوں سے اس نے یہی کپڑے پہن رکھے ہوں۔

گاؤں کے سبھی لوگ بابر کی حالت جانتے تھے اس لئے ان کے لئے یہ کوئی نئی بات نہ تھی۔

وہ تیزی سے آگے بھرا تا ائشہ ڈولی میں بیٹھ چکی تھی۔

تاشی۔۔۔۔۔۔۔تاشی نیچے آؤ۔۔۔۔۔۔۔یہ مارے گا۔۔۔۔۔بہت مارے گا۔۔۔خون نکلے گا تمہیں۔۔۔۔۔۔۔باہر آؤ نہیں جانا۔۔۔۔۔۔اس کے ساتھ۔۔۔۔نہیں جانا۔۔۔۔۔۔۔۔باہر آؤ۔۔۔۔۔یہ مارے کا خون۔۔۔۔۔۔نکلے گا۔۔۔۔زور سے مارے گا۔۔۔۔۔درد ہو گا۔۔۔۔باہر آو۔۔۔وہ اسے زبردستی اسے ڈولی سے گھسیٹ کر نیچے اتار چکا تھا۔

کیا ہو گیا ہے بابر میں نہیں ماروں گا کیوں چلا رہے ہو تم تماشا بنا رہے ہو۔عاقب (تائشہ کا شوہر) اس سے پوچھنے لگا۔

نہیں تم بُرے۔۔۔۔۔۔بہت بُرے۔۔۔۔ہو تم مارو۔۔۔۔گے اسے۔۔۔۔۔زور سے مارو گے۔۔۔۔۔۔۔مجھے پتا ہے۔۔۔۔۔۔تم۔۔۔۔۔تم نہیں جانا اس کے ساتھ۔۔۔۔۔۔مارے گئے یہ۔۔۔۔یہ۔ تمہیں۔۔۔وہ پھر سے تائشہ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچنے لگا۔

ابا۔۔۔۔ہاں۔ابا۔۔۔۔بھی مارتے۔۔۔۔۔۔۔تھے اماں کو۔۔۔۔۔چاچا بھی مارتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔چاچی کو۔۔۔۔میں نے۔۔۔۔۔میں نے دیکھا۔۔۔۔۔۔دیکھا تھا۔۔۔۔چاچا مارتے ہیں۔۔۔۔تم بھی۔۔۔۔۔۔۔مارو گے اس کو۔۔۔۔سب پتہ ہے بابر۔۔۔۔۔۔۔۔کو بابر۔۔۔۔۔۔۔سب جانتا۔۔۔۔۔ہے

میں نہیں ماروں گا اسے بابر میں تم سے وعدہ کرتا ہوں۔۔۔۔۔عاقب اس سے وعدہ کرنے لگا۔۔

نہیں اللہ۔۔۔۔۔۔اللہ کی قسم کھاؤ۔۔۔۔۔۔نہیں۔۔۔۔۔۔نہیں مارو۔۔۔۔۔گے۔ورنہ۔۔۔۔نہیں۔۔۔۔۔نہیں جانے دوں گا۔۔۔۔۔اس۔۔۔۔اس کو تمہارے ساتھ۔۔۔۔۔۔ساتھ۔۔

ہاں بابا میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں میں نہیں ماروں گا اسے بہت خیال رکھوں گا اس کا۔ اب لے جائیں اسے ہم وہ مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

ہاں لے جاؤ۔ جاؤ تاشی۔ نہیں۔۔۔۔۔۔ نہیں مارے گا۔۔۔۔ خیال رکھے گا۔۔۔۔۔ تمہارا قسم۔۔۔۔ کھائی ہے اس نے۔۔۔

جاو۔۔۔ میں آؤنگا۔۔۔۔۔۔ نہ بیر لے۔۔۔۔ کر جیب۔ بھر کر لونگا۔۔۔۔ تمہارے لیے۔۔۔۔ تم اچھی ہو۔۔۔۔ بہت اچھی ہو۔۔۔ اچھی ہو

سامی۔۔۔ کو مت دینا۔۔۔۔۔ وہ گندی ہے۔۔۔۔ مارتی ہے بہت مارتی۔۔۔۔۔ ہے گندی۔۔۔ بہت گندی ہے۔۔۔ وہ کہتے ہوئے حویلی کے اندر جانے لگا

بابر کے خوابوں میں شدت آنے لگی تھی وہ رات روز جاگ جاتا اور دروازہ پیٹھنے لگتا

اکثر سب کی نیند خراب ہوتی چاچی تو بہت ساری باتیں بھی سنا دیتی نجمہ کو۔ لیکن وہ بے چاری بھی کیا کر سکتی تھی وہ خود اپنے بیٹے کے لئے پریشان تھی۔

بی بی جی ہمارے گاؤں میں ایک پیر ہیں وہ نہ ہر قسم کا سایہ اور بُری بلاؤں کو دور کرتے ہیں آپ بابر کو ان کے پاس لے کے جائیں دیکھیے گا اچھا نتیجہ نکلے گا۔

ملازمہ جو کتنے دنوں سے اس سے یہ بات کرنا چاہتی تھی آج اس کے قریب آ کر بیٹھی تو بتانے لگی۔

تمہیں کیا لگتا ہے میرے بیٹے کو کوئی سایہ ہے کیا نجمہ پریشانی سے پوچھنے لگی۔

دیکھیں بی بی جی بابر کو ڈاکٹر نے کہا ہے کہ وہ ٹھیک ہے۔اور یہ تو آپ بھی جانتی ہیں کہ ڈاکٹروں کے پاس ان چیزوں کا علاج نہیں ہوتا ان چیزوں کے علاج کے لئے پیروں فقیروں کے پاس جانا پڑتا ہے اور مجھے تو ایسا ہی لگتا ہے۔کے بابر کو کسی باہر لی چیز کا سایہ ہے اب ہیں بھی تو اتنے خوبصورت۔

ملازمہ نے کہا تو نجمہ نے تیمور سے بات کرنے کے بارے میں سوچا۔

بھابھی آپ کو کیا لگتا ہے کیا ایسا ہو سکتا ہے سچ کہوں تو مجھے ان چیزوں پر یقین نہیں۔

میں بابر کو کسی بڑے ڈاکٹر کے پاس لے کے جا رہا ہوں۔کہتے ہیں باہر ملک سے آیا ہے ڈاکٹر ان شاءاللہ نتیجہ اچھا نکلے گا۔

لیکن آپ کہتی ہیں تو میں اسے وہاں بھی لے جاؤں گا۔

فی الحال بلائیں اسے مسجد چلے نماز پڑھنے پڑھنی ہے آج تو صبح سے ہی گھر پے ہے وہ۔

تیمور مسجد جانے کے لئے تیار ہو رہا تھا تو کہنے لگا۔

میں اسے دو بار کہہ چکی ہوں کہ اٹھ کر نماز پڑھ لے پہلے تو کبھی نماز نہیں چھوڑتا تھا آج پتا نہیں کیوں مسجد ہی نہیں جا رہا۔نجمہ نے پریشانی سے بتایا

بھابھی آپ اتنی پریشان نہ ہوا کریں میں ہوں نا۔میں دیکھ لیتا ہوں اسے۔تیمور کہہ کر بابر کے کمرے کی طرف آیا

بابر چل نماز پڑھنے چلتے ہیں وہ اس کے کمرے کے ردوازے پے کھڑے ہو کر بولے۔

میں۔۔۔میں نہیں جاؤں گا۔۔۔۔۔۔مسجد۔۔۔۔۔مسجد سب جھوٹے ہیں۔۔۔۔۔۔جھوٹی نماز۔۔۔۔۔۔۔۔نماز پڑھتے ہیں دکھاوا۔۔۔۔دکھاوا۔۔۔۔کرتے ہیں جھوٹے سجدہ۔۔۔۔۔کرتے ہیں کوئی پیسہ مانگتا۔۔۔۔مانگتا۔

۔۔۔۔۔۔ہے کوئی دولت مانگتا ہے۔کوئی۔۔۔۔۔کوئی صحت مانگتا ہے۔۔۔۔کوئی رزق۔۔۔۔۔رزق مانگتا ہے

۔سب۔۔۔۔۔اپنے لالچ کے لیے۔۔۔۔نماز پڑھتے ہیں وہ۔۔۔۔۔مسجد نہیں ہے۔

مسجد تو اللہ۔۔۔اللہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔کا گھر ہوتا ہے نا۔۔تو وہ اللہ۔۔اللہ کا گھر کیسے۔۔۔۔ہو۔۔۔۔۔۔ہو سکتا ہے جہاں

کوئی۔۔۔۔۔دل۔۔۔۔۔۔۔دل سے نماز ہی نہیں۔۔۔۔۔پڑھتا۔۔۔۔۔۔۔سب اپنے مطلب کے لئے

آتے۔۔۔۔ہیں پھر چلے۔۔۔۔۔۔۔جاتے ہیں۔

وہاں کوئی۔۔۔۔اللہ کے لیے۔۔۔۔۔۔کچھ نہیں کرتا۔وہ اس کے پاس کھڑا اس کی بات سن رہا تھا بے اختیار مسکرا

کر اس کے قریب آ بیٹھا۔

ہاں بالکل ٹھیک کہا تو نے لوگ اللہ سے سجدوں میں عزت مانگتے ہیں دولت مانگتے ہیں رزق مانگتے ہیں صحت مانگتے

ہیں جانتا ہے کیوں۔۔۔۔کیوں کہ اللہ نے حق دیا ہے مانگنے کا

وہ کہتا ہے مجھ سے مانگو میں تمہیں کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلانے دوں گا۔

اگر اللہ نے انسان کو خود مانگنے کا حق دیا ہے تو وہ کیوں پیچھے ہٹے۔

ہاں آج کل کا بندہ سمجھتا ہے کہ وہ نماز پڑھے گا۔سجدے کرے گا مسجد جائے گا قرآن پڑھے گا پھر وہ اللہ سے جب

کچھ مانگے گا۔تو اللہ اس کی سب باتیں مان جائے گا لیکن وہ یہ نہیں سمجھتا۔

اگر وہی نمازیں دل سے پڑھے قرآن پاک کی تلاوت وہ دل سے کرے وہ دنیا کو دکھانے کے لئے نہیں صرف خدا

کے لئے یہ کام کرے تو اللہ اسے مانگے بغیر یہ سب کچھ دے دے گا اسے اللہ سے مانگنے کی ضرورت بھی نہیں

پڑے گی

کیونکہ اللہ دلوں کا حال جانتا ہے۔

اس کے سامنے زبان سے اقرار کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

ہاں ٹھیک کہتا ہے تو۔ یہ اینٹوں کی دیوار مسجد نہیں ہو سکتی۔

جب تک وہاں کوئی دل سے نماز ادا نہ کرے۔

مسجد اللہ کا گھر تب بنتا ہے جب وہاں دل سے نمازی اللہ کی عبادت کرتا ہے۔

شاید ان لوگوں میں سے کوئی بھی ایسا نہ ہو جو اس اینٹوں کی دیواروں کو مسجد بنا سکے لیکن تو بنا سکتا ہے۔

ہم کیوں لوگوں کو دیکھیں کہ وہ سچے سجدے دیں۔ دل سے قرآن پاک کی تلاوت کریں۔

دنیاوی دکھاوے کے لیے نہیں بلکہ اللہ کے لیے دین کے قریب ہوں۔ ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہے کسی کے ایمان پر انگلی اٹھانے کی۔

یہ اللہ اور بندے کا معاملہ ہے اللہ خود دیکھ لے گا تو اپنے ایمان کی پرواکر۔

تو اپنے اعمال سے جائے گا جنت میں۔ تو سچے دل سے سجدے کر عبادت کر سکے دل سے قرآن پاک کی تلاوت کر جا جاکے اس اینٹوں کی دیواروں کو اللہ کا گھر بنادے۔ اللہ کی عبادت کرنے کے لئے ایک سچا سجدہ ہی کافی ہے۔

اللہ نے کب کہا کہ سجدوں پہ سجدے دو تو میں تم سے خوش ہو جاؤں گا۔ جا تو جاکے اس مسجد کو اللہ کا گھر بنا۔ میں نماز ادا کرنے جارہا ہوں۔

اگر آنا چاہو تو میرے پیچھے چلے آنا۔

تیمور اتنا کہہ کر باہر نکل گیا ابھی وہ دروازے سے باہر نکلا ہی تھا جب پیچھے سے آواز آئی

چاچا۔۔۔۔ چاچا مجھے ساتھ لے۔۔۔۔۔ کے جانا میں۔۔۔۔ میں اکیلے کیسے۔۔۔۔۔۔ جاؤں گا۔ تیمور نے پلٹ کر نہیں دیکھا بس مسکراتے ہوئے آگے بڑھتا رہا۔

تو نے اللہ سے کیا مانگا۔ دس سالہ رحان اس کے ساتھ چلتے ہوئے پوچھنے لگا۔

میں نے مانگا سب۔۔۔۔۔سب کچھ اچھا۔۔۔۔۔اچھا ہو جائے۔۔۔۔

اور تو۔۔۔۔۔نے۔۔۔بابر نے پوچھا۔

اور کچھ لوگوں کے ساتھ آ کر بیٹھ کے۔۔۔

ربیع اول کا مہینہ تھا مولوی صاحب روز ہی کچھ نہ کچھ درس دیتے اس لیے وہ روز ہی مسجد آتا تھا درس سننے کے لیے ۔۔۔

کیا اچھا اچھا۔۔۔۔؟ میں نے مانگا ابا کو بہت سارے پیسے مل جائیں پھر ہم شہر جائے گے گھومنے کے لیے رحان نے جواب دیا۔

سب اچھا۔۔۔۔۔اچھا مطلب۔۔۔۔۔سب اچھا۔۔۔۔۔۔۔اچھا۔۔۔۔۔ تم لوگ اللہ۔۔۔۔۔۔کے گھر جاؤ۔۔۔۔۔۔گے گھومنے۔۔۔۔۔۔کے لیے۔۔۔بابر نے پوچھا

پتا نہیں ابا نے کہا تھا کہ دعا مانگو اگر پیسے مل جائیں گے تو پھر گھمانے لے کے جائیں گے رحان نے جواب دیا۔

میرے چاچا۔۔۔چاچا۔۔۔نے مجھ سے وعدہ۔۔۔۔کیا کیا ہے کہ وہ مجھے۔۔۔۔۔لے کے جائیں گے اللہ۔۔۔۔۔اللہ کے گھر میں۔

کیسے ہو بابر میاں آج تمہارے چاچا نہیں آئے۔ایوب نے اس کے قریب بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

نی۔۔۔نہیں۔۔۔وہ شہر گئے۔۔۔۔۔ہوئے ہیں۔۔۔کل۔۔۔کل واپس آئیں۔۔۔۔آئیں۔۔۔گے ۔پھر مجھے۔۔۔۔۔اپنے۔۔۔اپنے ساتھ لے کے جائیں گے۔۔۔۔۔بابر نے کہا۔

تم کہاں جاؤ گے بابر میاں کیسی اور ڈاکٹر کو دکھانے۔

نہیں ڈاکٹر۔۔۔۔ڈاکٹر۔۔۔۔۔۔کے پاس نہیں جائیں گے۔۔۔۔۔۔ہم۔۔۔۔۔ہم نہ پیر جی کے پاس جائیں گے۔۔۔۔پیر جی کے پاس

اچھاتو اب تمہارا علاج تمہارا چاچا پیروں سے کروائے گا۔ہاہاہاہا۔یعنی گدی ہاتھ سے جانے نہیں دے گا۔

وہ کہہ کر ساتھ بیٹھے آدمی سے باتوں میں لگ گیا۔

یار احمد مجھے کہیں سے پچاس ہزار کا انتظام کروادو میں اپنا کاروبار شروع کروں بعد میں آہستہ آہستہ لوٹا دوں گا۔

وہ ساتھ بیٹھے آدمی سے کہنے لگا۔

ارے یار میں کہاں سے انتظام کر کے دوں میں تو خود کوڑی کوڑی کا محتاج ہوا ہوں۔

جو چیز۔۔۔۔اللہ۔۔۔۔۔۔۔اللہ نہیں دیتا۔۔۔وہ۔۔۔۔۔وہ انسان کیا دے گا تم اللہ سے مانگو۔۔۔۔۔۔وہ تمہیں۔۔۔۔۔۔۔کسی۔۔۔۔کسی کے سامنے۔۔۔۔۔۔۔ہاتھ۔۔۔۔۔ہاتھ پھیلانے نہیں۔۔۔۔دے۔

۔۔۔دے گا۔

اپنی بات کہہ کر بابر پھر سے بچے کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو گیا۔جبکہ ایوب کتنی دیر اسے ایسے ہی دیکھتا رہا۔

ہاں سہی تو کہا تھا اس نے وہ کبھی کسی سے ادھار تو کبھی کسی سے مانگ رہا تھا۔اس نے اللہ کے سامنے ایک بار بھی نہیں کہا کہ اسے اللہ کی ضرورت ہے۔

کیا زمانہ ہے یہ۔ہم اللہ کے بندے اللہ کے بنائے ہوئے بندے سے تو کچھ مانگ سکتے ہیں لیکن اللہ کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلا سکتے ہمیں اللہ سے مانگنے میں شرم آتی ہے لیکن اللہ کے بندے سے مانگنے سے نہیں۔

کون ہے تو بتا مجھے کیوں اس لڑکے کے پیچھے پڑا ہے۔پیر بابا ایک پتلی چھڑی سے بار بار اس کی کمر پر مارتے اور پوچھنے لگتے۔

مت مارو۔۔۔۔۔۔ مت مارو مجھے۔۔۔۔۔۔ پتھر سے ماروں گا۔۔۔۔ چوٹ لگے گی۔۔۔۔ بابر اونچی آواز میں روتا ہوا بول رہا تھا۔

جبکہ کب سے باہر بیٹھا تیمور آگے پیچھے چکر کاٹ رہا تھا اندر سے چیخنے چلانے کی آوازیں آرہی تھیں۔

اس نے دو بار اندر جانے کی کوشش کی لیکن وہاں کھڑے لوگوں نے اسے اندر نہ جانے دیا۔

آواز بڑنے لگی چیخنے چلانے کی آوازیں زیادہ ہونے لگی۔

پیر بابا بار بار اس کو مارتے اور کسی خلائی مخلوق سے اس کے بارے میں پوچھتے۔

تیمور کو یہ سب کچھ ڈرامہ لگ رہا تھا۔

وہ بے وجہ ہی اسے مارے جا رہے تھے۔

جبکہ صاف ظاہر تھا کہ بابر بالکل سچ بول رہا ہے اس کے ساتھ ایسی کوئی بری طاقت نہیں ہے۔

اور نہ ہی اس پر کسی چیز کا سایہ ہے۔

تیمور برداشت کر کر کے تھک گیا بابا کے مریدوں کو دھکا مارتا اندر آیا۔

اور قمیض اٹھا کر زبردستی بابر کو پہنانے لگا جو اسے مارنے کے لیے انہوں نے اتروا کر سائیڈ پر رکھ دی تھی وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر باہر جانے لگا۔

کہاں لے کے جا رہے ہو تم اسے اس پے چڑیل کا سایہ ہے۔ وہ مار دیگی وہ عاشق ہے وہ اس پر۔ بابا تیز بولتے اس کی طرف آئے

جھوٹ بول رہے ہیں آپ اسی کوئی چیز نہیں ہے اس کے ساتھ ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ تیمور ان کے سامنے ڈٹ کر بولا

یہ بھی جانتا ہوں کہ یہ سب کچھ آپ کیوں کر رہے تھے۔ تیمور نے اپنی جیب سے پانچ ہزار کے کچھ نوٹ نکال کر اس بابا کے ہاتھ میں رکھے۔

بہت شکریہ جو آپ نے ہمارے لیے اتنی محنت کی۔ اس نے بابر کی طرف دیکھا جو ڈر اور تکلیف سے کانپ رہا تھا۔

وہ اسے لے کر باہر آیا باہر کتنے ہی لوگ یہاں بابا سے اپنا علاج کروانے بیٹھے تھے۔

ان سب پر افسوس ہوا اور سب سے زیادہ اپنی بھابھی پر جس نے اللہ سے زیادہ ان پیروں فقیروں پر یقین کیا وہ ان پیروں فقیروں کو جھوٹا نہیں کہتا تھا۔

ہوتے ہیں کچھ اللہ کے نیک بندے جن کو اللہ علم و عمل سے نوازتا ہے۔ لیکن آج کل کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو جھوٹے پیر بن کر عوام کو ڈس رہے ہیں۔

اور پیسہ کما رہے ہیں۔ اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے بھٹکا رہے ہیں۔

وہ بابر کو لے کر واپسی کی راہ لے چکا تھا واپس یہاں کبھی نہ آنے کے لئے

بابر واپسی پر سارے راستے روتا رہا اور تیمور سارے راستے اس سے شرمندہ رہا۔

میں نہیں جاؤں۔۔۔۔۔ جاوں گا یہاں۔۔۔۔۔۔ چلا جاؤں گا۔۔۔ گا۔۔۔ اللہ کے پاس۔۔۔۔ اللہ کے گھر۔۔۔۔۔۔ مجھے نہیں۔۔۔، نہیں۔۔۔ رہنا یہاں۔۔۔۔۔ سب مارتے ہیں۔۔۔ ہیں۔ مجھے اللہ سے شکایت کروں۔۔۔۔۔ گا پتھر۔۔۔۔۔ پتھر ماروں گا سب کو۔۔۔۔۔۔ چوٹ لگے گی تو۔۔۔ تو خون نکلے گا۔

وہ مسلسل بول رہا تھا۔

میں تجھے لے کے جاؤں گا اللہ کے گھر تیمور بس اتنا ہی بول پایا

کب۔۔۔کب لے کے جاؤ گے۔۔۔۔گے ہم کب لے کے۔۔۔۔۔۔۔جاؤ گے جھوٹ بولتے۔۔۔۔۔۔ہو وعدہ۔۔۔کرتے ہو۔۔۔ہو نبھاتے نہیں ہو۔۔۔۔۔۔۔اللہ ناراض ہوتا ہے۔۔۔۔ہے ایسا۔۔۔۔کرنے سے۔بہت ناراض ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔آپ سے بھی۔۔۔۔۔۔ناراض ہو گا۔۔۔۔۔۔وہ روتے ہوئے بولا تھا

میں وعدہ کرتا ہوں میں تجھے اسی مہینے اللہ کے گھر لے کے جاؤں گا بس تو رونا بند کر۔ تیمور مزید اس کا رونا برداشت نہیں کر پا رہا تھا۔

اگر نہیں۔۔۔۔۔نہیں لے کے گئے۔۔۔۔۔۔۔۔تو۔۔۔۔تو میں ناراض ہو جاؤں۔۔۔۔۔۔گا ۔اللہ۔۔۔۔۔۔۔بھی ناراض۔۔۔۔ناراص۔۔۔۔۔ہو جائے۔۔۔۔۔گا سب ناراض ہو جائیں گے۔۔۔ ۔۔۔۔کوئی نہیں بولے گا۔ تیمور کو دھمکیاں دینے لگا۔

اچھا تو ناراض مت ہونا اور نہ ہی اللہ کو مجھ سے ناراض ہونے دینا۔

میں تجھے اللہ کے گھر لے کے جاؤں گا تو مجھے کیا دے گا تیمور نے اسے باتوں میں بہلایا۔

آپ مجھے۔۔۔۔اللہ کے گھر۔۔۔۔۔۔لے کے جاؤ۔۔۔۔گے تو۔۔۔۔میں ہر نماز کے۔۔۔۔۔بعد آپ۔۔۔ کے لیے۔۔۔۔دعا مانگوں۔۔۔گا۔۔۔گا پکا وعدہ۔۔۔بابر خوشی خوشی بولا۔ جبکہ تیمور کو اندر تک سرشار کر گیا تھا۔

کوئی تو تھا جو ہر نماز کے بعد اس کے لیے رب کے سامنے دعا گو تھا۔

اور اگر۔۔۔نہیں لے۔۔۔۔۔۔کے گئے۔۔۔تو میں۔۔۔خود چلا۔۔۔۔جاؤں گا۔وہ پھر سے یاد دلاتے ہوئے بولا۔

اوبابر تُو تو اللہ کے گھر جانے والا تھا اب تک گیا کیوں نہیں۔

وہ آج پھر دربار پر جا رہا تھا۔

جب ساتھ چلتے کچھ گاؤں کے بچوں نے پوچھا

چاچا۔۔۔۔نے کہا ہے۔۔۔۔۔کہ وہ۔۔۔۔مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔لے کر جائیں۔۔۔۔۔گے میں۔۔۔۔۔۔جاؤں۔ ۔۔۔۔۔جاؤں گا۔۔۔۔ناوہ بہت۔۔۔دور ہے۔۔۔۔۔اکیلا نہیں جا۔۔۔۔۔۔۔۔۔سکتا میں اس۔۔۔۔۔اس۔ لیے چاچا بھی ساتھ۔۔۔۔۔جائیں گے۔۔۔۔۔۔جائیں گے۔۔۔۔۔۔۔اکیلے جاؤں گا۔۔۔۔۔۔۔تو مجھے ڈر لگے۔۔۔۔۔۔۔۔۔گا نہ۔۔۔۔بابر نے خوشی خوشی بتایا۔

ہاہاہا تیرا چاچا تجھے نہیں لے کے جائے گا وہ جھوٹ بولتا ہے۔

اگر اسے لے کے جانا ہوتا تو اب تک لے ناجاتا۔

تم لوگ۔۔۔۔۔لوگ جھوٹ۔۔۔۔۔۔۔بولتے۔۔۔۔۔۔ہو۔۔۔۔۔۔ہو میرے۔۔۔۔۔۔۔چاچا جھوٹ۔۔۔۔ جھوٹ۔۔۔۔۔۔ نہیں بولتے۔۔۔۔۔۔۔ہو ہمیشہ۔۔۔۔۔۔سچ۔۔۔۔۔۔سچ بولتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔وہ لے کے۔۔۔۔۔۔۔جائیں گے مجھے اللہ کے۔۔۔۔۔۔کے گھر۔۔۔۔اللہ جھوٹ۔۔۔۔۔۔پسند۔۔۔۔۔۔۔۔۔پسند نہیں کرتا۔۔۔۔۔۔وہ۔۔۔۔۔۔وہ ناراض ہو۔۔۔۔۔۔۔۔جاتا ہے۔۔۔۔۔میرے۔۔۔۔۔۔چاچا جھوٹ۔۔۔۔۔۔۔ نہیں بولتے۔۔بابر نے غصے سے کہا۔

ہاہاہا تر اچاچا لارے لگا رہا ہے تجھے کہیں نہیں لے کر جائے گا تجھے یہیں پر آرہے گا تو۔بچے نے مذاق اڑاتے ہوئے کہا جب بابر نے زمین سے پتھر اٹھا کر اسے مارنا شروع کر دیا۔

تونے مجھے مارا میں تیری چاچی کو بتاؤں گا۔بچہ روتے ہوئے سے دھمکیاں دینے لگا جب بابر نے اور تیزی سے زمین سے پتھر اٹھا کر اسے مارنا شروع کر دیا۔

جس میں سے کوئی ایک پتھر اس بچے کو لگ گیا۔

تو بچہ روتے روتے بھاگ گیا۔

میرے۔۔۔۔چچا جھوٹ۔۔۔۔۔۔۔۔نی۔۔۔۔۔ نہیں بولتے۔۔۔۔وہ۔۔۔۔۔۔وہ مجھے۔۔۔۔۔۔۔اللہ کے

۔۔۔۔۔۔کے گھر لے کے۔۔۔۔۔۔۔جائیں گے۔۔۔۔۔۔ تم سب جھوٹے۔۔۔۔۔۔ہو سب کو

ماروں۔۔۔۔۔۔۔۔ماروں گا خون۔۔۔۔۔۔۔۔نکلے گا۔پتھر۔۔۔۔۔۔پتھر ماروں گا بہت درد۔۔۔۔۔ہو گا

۔خون بھی نکلے۔۔۔۔۔۔۔گا چاچا جھوٹا۔۔۔۔۔ نہیں ہے۔۔۔۔

اوئے بابر کے بچے تو نے میرے چھوٹے بھائی کو مارا میں تجھے نہیں چھوڑوں گا۔

اس بچے کا بڑا بھائی جس نے صبح بابر سے مار کھائی تھی وہ اس سے لڑائی کرنے اس کے پیچھے آ پہنچا۔

تمہیں۔۔۔۔۔ بھی ماروں۔۔۔۔۔۔۔ماروں گا جاو۔۔۔۔۔ یہاں سے۔پتھر ماروں۔۔۔۔کا زور سے لگے گی۔

بابر نے اونچی آواز میں کہا۔

رک تیری تو وہ غصے سے اس کی طرف بڑھا۔

ارے رک جائیں یار مار نا مت اسے ورنہ اس کا چاچا ابا کو شکایت کر دے گا۔اور پھر اب اسے اچھی خاصی چھترول ہو جائیگی۔

اس کے دوست نے اسے سمجھایا۔

تو پھر کیا کریں۔۔۔؟

ایک آئیڈیا ہے میرے پاس اس نے آنکھ دبا کر کہا

بابر ابھی تک گھر نہیں آیا نہ جانے کہاں چلا گیا ہے باہر اندھیرا ہو چکا ہے میں اسے ڈھونڈنے جا رہا ہوں۔

چاچا جو کب سے بابر کا انتظار کر رہے تھے اٹھ کر باہر کی طرف جانے لگے۔

اور ملازم کو گاڑی نکالنے کا کہا۔

بھابھی بابر کہاں جا سکتا ہے آپ کو کچھ پتہ ہے۔

تیمور نے نجمہ سے پوچھا۔

آجکل تو بس یہی کہہ رہا ہے کہ اللہ کے گھر جانا ہے۔اس کے علاوہ تو مجھ سے کوئی بات بھی نہیں کرتا وہ نجمہ نے کہا

جو شام سے پریشان تھی۔

کیونکہ بابر اکثر اندھیرا ہونے سے پہلے گھر لوٹ آتا تھا۔

اچھا آپ پریشان نہ ہوں میں جا کے ڈھونڈ رہا ہوں اسے تیمور کہتا ہوا باہر نکل گیا۔

بابر کو ہر جگہ ڈھونڈ لیا لیکن وہ کہیں نہ ملا نہ جانے بابر کہاں چلا گیا تھا۔

رات کے ساڑھے دس بج گئے تھے۔لیکن بابر کا کہیں کوئی اتا پتا نہ تھا۔

پھر مجبور ہو کر اس نے اپنے ملازموں کو بھیج کر سارے گاؤں میں ڈھونڈ دیا۔

بڑی دربار کی طرف چلتے ہیں۔ملازم نے کہا

ٹھیک ہے لیکن چلتے ہوئے جانا ہوگا کیونکہ وہ کبھی بھی سڑک کے راستے نہیں جاتا گاؤں کے اندر سے جاتا ہے۔

تیمور نے کہا اور پیدل ہی بڑی دربار کی طرف چل دیے

ابھی لوگ چل ہی رہے تھے کہ جنگل کے قریب انہیں دبی دبی آواز سنائی دی جیسے کوئی بولنے کی کوشش کر رہا ہو۔

صاحب جی ہو سکتا ہے کوئی جنگلی جانور ہو ملازم نے کہا۔

ہاں شاید لیکن دیکھنا تو چاہیئے ہو سکتا ہے کسی کو ہماری مدد کی ضرورت ہو۔

تیمور نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

اس نے آگے بڑھ کر دیکھا تو وہاں ایک بوری، پڑی تھی۔ جو مسلسل ہل رہی تھی۔

ہاتھ مت لگائیں نہ جانے کیا چیز ہے۔ اپنے پاس ٹارچ نہ ہونے کے باعث ملازم ڈر کر کہا۔

دیکھنے دو مجھے تیمور نے کہتے ہوئے بوری کھول دی۔

بوری جیسے ہی کھلی بھی میں بابر کو دیکھ کر تیمور کھٹکا۔

بابر کے منہ اور ہاتھ بندھے ہوئے تھے تیمور نے فوراً آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ اور منہ کھولا۔

تو وہ بری طرح سے اونچی اونچی آواز میں روتے ہوئے اپنے چاچا کے گلے لگ گیا

تیمور اسے سنبھالتے ہوئے واپس حویلی لے آیا۔

بابر نے اسے بتایا کہ اس کے ساتھ یہ حرکت کس نے کی ہے تیمور کو بہت غصّہ آیا اور صبح ہی اس نے ان بچوں کے باپ کو اپنی حویلی بلایا

بابر اپنے چاچا سے ناراض تھا وہ کتنے دنوں سے ان سے کہہ رہا تھا کہ مجھے اللہ کے گھر لے کر چلو لیکن وہ اسے اپنے ساتھ لے کر جا ہی نہیں رہا تھا

اس لئے بابر نے اپنے چچا سے بات کرنا چھوڑ دی۔

آج بھی وہ گھر سے بھاگ کر دربار میں آیا تھا۔

جہاں ملنگ دمال ڈالتے عشقِ حقیقی میں مگن تھے

ان لوگوں کے لئے دنیا جہان مال و دولت زمین گھر عورت کوئی معنی نہیں رکھتی وہ اللہ کے بندے ہوتے ہیں جنہیں صرف اللہ سے مطلب ہوتا ہے اللہ کو خوش کرنے کے لئے کوئی بھی حد پار کر جانے کو تیار رہتے ہیں۔

دنیا جہان کا کوئی ہوش نہیں ہوتا انہیں پتہ ہوتا ہے تو بس اتنا۔

زندگی اللہ کے ہاتھ میں موت اللہ کے ہاتھ میں وہی زوال و عروج کا مالک ہے۔

یہ دنیا فانی ہے اس نے مٹ جانا ہے۔

ہمیں اللہ نے کیوں پیدا کیا۔۔۔؟

تاکہ ہم اس کی عبادت کرے ہمیں عبادت کے لیے بنایا گیا ہے ہمیں یہ زندگی اس لیے دی گئی ہے کہ ہم پہچان سکیں ہمارا دین کیا ہے نہ کہ اس لیے کہ ہم یہاں پر آ کر عیش کریں۔مال و دولت کمایئے خدا کو بھول جائیں۔چٹکی بھر زمین کا حصہ ملکیت میں آنے کے بعد ہم بھول جاتے ہیں کہ ہمیں اسی زمین میں ہی دفن ہو جانا ہے اس مٹی میں مٹی ہو جانا ہے۔

ہم جدید ٹیکنالوجی سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور خدا کو بھولتے جا رہے ہیں۔

آج کل ہمارا ایمان بس اتنا ہے کہ میڈیا پر ایک پوسٹ ڈالو۔جس پر لکھا ہو کہ درود شریف پڑھ کے کمنٹ میں ڈن لکھ دے۔لو جی کر لی ہم نے تبلیغ ہو گیا ہمارا ایمان پورا۔۔

ہم ایک دوسرے سے جلتے ہیں جبکہ ہم جانتے ہیں کہ حسد کا کوئی فائدہ نہیں بلندیاں خدا کی ذات دیتی ہے۔

ہم سرور کونین عالم دو جہان نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مثالیں سنتے ہیں انبیاوں کی۔علماؤں کی مثالیں سنتے ہیں ۔پھر کہتے ہیں ہماری اتنی اوقات کہاں کہ ہم ان کا مقابلہ کر سکے۔

یہ نہیں سوچتے کہ ہمیں ان کا مقابلہ نہیں کرنا بلکہ ان کے راستے پر چلنا ہے۔

پھر کہتے ہیں ہم کہاں ان کے جتنی تکلیفیں برداشت کر سکتے ہیں۔ یہ نہیں سوچتے کہ ہم نے تکلیفیں برداشت نہیں کرنی ان آسانیوں کا شکر ادا کرنا ہے جو ان کی وجہ سے ہمیں ملی ہیں۔

ہم سے بہتر تو یہ ملنگ لوگ ہوتے ہیں جو ہم سے کہیں گنا بہتر اللہ کی ذات کو سمجھتے ہیں ہم سے بہتر بابر جیسے لوگ ہوتے ہیں۔ عشق محبت کا مطلب نہیں سمجھتے لیکن پھر بھی اللہ کے لیے سب کچھ چھوڑنے کو تیار رہتے ہیں۔

کہاں جارہے ہو۔۔۔۔۔۔بابا۔۔۔۔بابر ساتھ چلتے ملنگا سے پوچھ رہا تھا

اللہ کے گھر ملنگ نے جواب دیا اور سفر جاری رکھا

سبز رنگ کا لمبا بند کرتا پہنے ہاتھ میں ایک گٹھڑی اٹھائے دوسرے ہاتھ میں ایک ڈنڈا پکڑے وہ چلے جارہا تھا بابر بھی اس کے ساتھ چلنے لگا

اللہ۔۔۔اللہ کا۔۔۔۔گھر کہاں۔۔۔۔۔۔۔ہے۔بابر نے پوچھا

بہت دور۔ملنگ نے کہا

مجھے۔۔۔۔۔۔۔بھی اپنے۔۔۔۔۔اپنے ساتھ لے۔۔۔۔۔۔۔چلو۔بابر نے کہا

کہاں میرے ساتھ میں نہ جانے کتنے دن سفر میں رہوں نہ جانے سفر مکمل بھی ہو کے نہیں نہ جانے اللہ کی رضا بھی ہو۔

تو میرے ساتھ کہاں بھٹکے گا مجھے تو یہ بھی نہیں پتا کہ مجھے کتنے دنوں کا سفر کرنا ہوگا

ملنگ آگے چلتا ہوا بول رہا تھا۔

نہیں۔۔۔۔۔مجھے بھی۔۔۔۔۔۔۔بھی اپنے ساتھ لے۔۔۔۔۔۔۔۔۔لے چلو میرے چاچا۔۔۔۔۔۔چاچا نے جھوٹ بولا ہے۔۔۔۔۔۔۔ہے میں ان۔۔۔۔۔کو روز۔۔۔۔۔بولتا ہوں۔۔۔۔ہوں کہ مجھے لے

۔۔۔۔۔۔لے کر چلو اللہ۔۔۔۔۔اللہ کے گھر وہ نہیں لے۔۔۔۔۔۔۔۔لے کر جاتے آپ۔۔۔۔۔آپ مجھے

اپنے۔۔۔۔۔۔۔۔اپنے ساتھ لے چلو ہم۔۔۔۔۔۔۔۔ہم دونوں جائیں گے۔

میرے چاچا۔۔۔چاچا مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔نہیں لے کر۔۔۔۔۔کر جاتے۔۔۔۔۔۔۔۔آپ لے چلو۔۔۔۔۔۔۔چلو

نہ مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اپنے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔۔میں روز آپ۔۔۔۔۔آپ لئے دعا

مانگوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مانگوں گا۔ ہر نماز۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کے بعد۔۔۔۔۔۔۔وعدہ پکا۔۔۔۔۔۔۔وعدہ

میرا۔۔۔۔۔۔۔وہ اپنا ہاتھ اس کے سامنے کرتے ہوئے بولا۔

جا اپنی ماں سے تو پوچھ لے ملنگ مسکراتے ہوئے بولا

اسے۔۔۔۔۔اسے پتہ ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں نے بتایا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔اسے روز بتاتا ہوں۔۔۔۔۔ہوں کہ

میں۔۔۔۔۔۔۔میں اللہ کے گھر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔گھر جاؤں گا۔ اب لے چلو۔۔۔۔۔۔نا مجھے اپنے۔۔۔۔۔ساتھ

۔

بابر منتیں کرنے لگا۔

بابا مسکرایا۔

ٹھیک ہے تو چل پھر

آگلے ہی دن تیمور نے ان بچوں کے والد کو بلا کر ان دونوں کی شکایت کی والد نے اپنے بچوں کی طرف سے

معذرت تو کرلی۔

لیکن اب تیمور کے دل میں یہ خوف پیدا ہو گیا تھا کے بابر کے ساتھ کبھی بھی کچھ غلط ہو سکتا ہے۔

آج چوتھا دن تھا بابر ان سے روٹھا بیٹھا تھا

اب وہ اسے کیسے سمجھاتے کہ دوسرے ملک جانا اتنا بھی آسان نہیں ہے بابر کے پاسپورٹ کا انتظام کیا جارہا تھا۔

لیکن وہ ایک ہی رٹ لگا کے بیٹھا تھا کہ اسے اللہ کے گھر جانا ہے۔

تیمور نے سب انتظامات کروا لیے تھے۔

آج وہ خوشی خوشی گھر واپس آئیں وہ بابر کو خوشخبری سنانا چاہتے تھے۔

لیکن یہاں آکر پتہ چلا کہ بابر گھر میں ہے ہی نہیں انہوں نے ملازموں کو بیج کر بابر کا پتہ کروایا تو ملازموں کو بھی پورے گاؤں میں بابر کہیں نہ ملا نجانے کہاں چلا گیا یہ لڑکا چاچا بھی پریشانی سے ڈھونڈتے گھر سے نکلے۔

بہت ڈھونڈنے کے باوجود بھی بابر کہیں نہ ملا شام کے سائے گہرے ہونے لگے نا جانے بابر کہاں چلا گیا تھا

بابر کے کہیں نہ ملنے کا سب سے پہلا شک گاؤں کے اس لڑکے کے پر گیا۔

اس لئے سب سے پہلے وہ ان کے گھر گیا۔

لڑکے کے والد نے اس کے سامنے اس کی پٹائی کی

بہت مار کھانے کے بعد بھی لڑکا روتے ہوئے بولا۔

کہ اسے کچھ بھی پتا نہیں اس نے کچھ نہیں کیا۔

اس نے تو کچھ دن پہلے بھی صرف بابر کو مذاق میں بوری میں بند کیا تھا۔

اس کے یہ بات سننے کے بعد والد نے اور اسے مارا۔

تیمور گھر واپس آیا تو نجمہ بیٹھی رو رہی تھی۔

بھابھی آپ پریشان نہ ہوں اللہ رحم کرے گا۔

مل جائے گا بابر ڈھونڈ لائیں گے ہم اسے۔وہ انہیں سمجھاتے ہوئے بولا۔

جبکہ اپنی پریشانی چھپاتے وہاں سے اٹھ کر باہر آ گیا

رات کے پونے بارہ بج چکے تھے

صاحب جی صاحب جی وہ رفیق شہر کی طرف سے آیا ہے اس نے بتایا ہے کہ بابر کی ملنگ کے ساتھ کہیں جا رہا تھا

پوچھنے پر کوئی جواب ہی نہیں دیا۔

تیمور کا ملازم بھاگتے ہوئے آیا تھا۔

جو شام سے لے کر اب تک بابر کو ڈھونڈنے میں اس کی مدد کر رہا تھا۔

گاڑی نکالو جلدی۔ تیمور حکم دے کر باہر کی طرف بھاگا۔

آخر وہ بابر کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہو ہی گئے تھے۔

تیمور نے کہا کہ وہ اس ملنگ پر کیس کرے گا۔ایسے کسی نادان کو اپنے ساتھ لے کر کیسے چل سکتا ہے لیکن اس کے

ملازموں نے بتایا کہ یہ آدمی تو پاگل ہے اسے دنیا جہان کا کوئی ہوش نہیں یہ تو درباروں پر دمال ڈالتا ہے۔

وہ اس بابا کو چھوڑ کر بابر کی طرف آیا

اور زوردار تھپڑ اس کے منہ پر دے مارے

بابا۔۔۔۔بابا مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔اپنے ساتھ لے۔۔۔۔۔۔۔لے چلو مجھے۔۔۔۔۔۔۔نی۔۔۔۔۔۔۔نہیں جانا

۔۔۔۔۔جانا گھر واپس۔۔۔۔۔۔مجھے اللہ۔۔۔۔۔۔۔۔کے گھر جانا۔۔۔۔۔۔۔۔ہے مجھے وہاں۔۔۔۔۔۔وہاں رہنا ہے

میں۔۔۔۔۔۔نہی۔۔۔۔۔نہیں۔رہوں گا یہاں۔۔۔۔۔۔۔۔چلا۔۔۔۔۔۔۔۔چلا جاؤں گا یہاں

۔۔۔۔۔۔سے بولا۔۔۔۔۔۔۔۔بولا نہیں رہوں۔۔۔۔۔۔۔۔گا چلا جاؤں گا۔

وہ تیمور کی مار کھاتے مسلسل بابا کو پکار رہا تھا

بابر واپسی پر سارے راستے روتا رہا اور بار بار یہی کہتا رہا کہ اسے اللہ کے گھر جانا ہے۔

تیمور کی جو عمرے ٹکٹس اگلے مہینے کی تھی اس نے بڑی مشکل سے جلدی کروائی۔

آخر اس نے اپنے بچے کا خواب تو پورا کرنا ہی تھا جو اللہ نے اس کے ہاتھ دیا تھا۔

آخر تیمور بابر کو اپنے ساتھ اللہ کے گھر لے کے جا رہا تھا ان دونوں کی آج دوپہر کے تین بجے کی سعودیہ عرب کی فلائٹ تھی وہ دونوں عمرے پر جا رہے تھے۔

اس طرح سے اپنا سارا کام چھوڑ کر جانا تیمور کے لیے بہت مشکل تھا لیکن اسے بابر کے لیے کچھ تو کرنا تھا۔

بابر کی ضد کے سامنے وہ ہمت ہار ہی گیا۔

بابر کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہ تھا۔وہ پورے محلے میں بھاگتا ہوا گیا اور سب کو بتایا کہ وہ اللہ کے گھر جا رہا ہے۔

سب نے ہی اسے دعا کرنے کا کہا تھا اور اس نے کہا تھا کہ وہ سب کے لیے دعا ضرور کرے گا۔

ایک لڑکے نے کہا کہ تو واپس آئے گا نہ تو مجھے بتانا کہ اللہ کا گھر کیسا ہے۔جس پر بابر نے کہا

میں۔۔۔۔تو۔۔۔۔تو۔۔واپس آؤنگا۔۔۔۔گا ہی نہیں۔۔۔۔۔میں تو ہمیشہ۔۔۔۔۔۔۔ہمیشہ۔کے لئے ۔۔۔۔جا رہا ہوں۔۔۔۔۔۔۔کبھی نہ لوٹنے۔۔۔۔۔۔کے لئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اللہ مجھے ۔۔۔۔۔۔۔اپنے گھر۔۔۔۔۔۔۔۔بلا رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔ہمیشہ کے لئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں تو واپس۔۔۔۔۔۔۔۔نہیں آؤں۔۔۔۔۔۔۔گا وہ پورے۔۔۔۔۔۔۔۔۔گاؤں میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔گھومتا سب کو یہی کہہ رہا تھا

بہت بزرگ تو بابر کے لئے بہت ساری دعائیں مانگ رہے تھے وہ سب ہی خوش تھے۔

نجمہ جانے کیوں اس کے جانے پر اتنا رو رہی تھی جب کہ وہ صرف کچھ دنوں کے لیے جا رہا تھا کچھ دنوں میں ہی اس نے واپس آجانا تھا۔

لیکن نجمہ اپنے دل کا کیا کرتی۔ جو اپنے بیٹے کو خود سے دور کر رہی تھی۔

وہ تو ایک دن بھی اس کے بغیر نہ رہتی تھی۔

تیمور نے انہیں سمجھایا کہ وہ اس کا بہت خیال رکھے گا آپ بالکل فکر نہ کرے۔ اور پھر کچھ ہی دنوں میں وہ اسے اپنے ساتھ ہی واپس لے آئے گا۔

۔ تیمور کے علاوہ اس کے معاملے میں کسی پر یقین نہیں کر سکتی تھی

اور پھر وہ دونوں سفر کے لیے روانہ ہو گئے۔

وہ جہاز میں بیٹھا بہت خوش تھا۔ تیمور نے اسے خود سیٹ بلٹ پہنایا۔

اس کی خوشی دیکھ کر وہ خود بھی بہت خوش تھا۔

وہ تھوڑی دیر کے بعد پھر پوچھتا کب آئے گا اللہ کا گھر۔

جب تیمور نے اسے کہا کہ تم تھوڑی دیر کے لئے سو جاو جب اللہ کا گھر آئے گا میں تمہیں اٹھا دوں گا۔

پہلی بار جہاز میں بیٹھنے کا ڈر یا خوف کچھ بھی نہیں تھا اس کے اندر تو بس اللہ کا گھر دیکھنے کی لگن تھی۔

تیمور نے بڑی مشکل سے اسے باتوں میں بہلا کر تھوڑی دیر کے لیے سلایا۔

جب تھوڑی دیر کے بعد جگ کر اس نے ایک بار پھر سے اپنا سوال دہرانا شروع کر دیا۔

تیمور مسکراتے ہوئے ایک بار پھر سے اسے باتوں میں بہلانے لگا۔اور سفر ختم ہونے کا انتظار کرنے لگا وہ خود بھی اللہ کا گھر دیکھنے کے لئے بے چین تھا۔آج اس کی بھی برسوں کی خواہش پوری ہونے جا رہی تھی۔

وہ لوگ سعودیہ پہنچے۔ان کی رہائش ہوٹل میں تھی

دو دن کے بعد انہوں نے اپنے عمرے کی ادائیگی کیلیئے جانا تھا۔

بابر ہر ایک سیکنڈ کے بعد پوچھتا ہم کب جائیں گے اللہ کا گھر دیکھنے وہ یہاں پر بھی آکر اس سے ناراض ہو کر بیٹھ گیا تھا۔

اس نے بڑی مشکل سے اسے کھانا کھلایا۔

اور پھر اس کے بعد نجمہ سے بات کروائی۔

نجمہ کو بھی وہ خوشی خوشی بتا رہا تھا ہم اللہ۔۔۔۔۔۔۔۔کے گھر۔۔۔۔۔۔۔کے بہت۔۔۔۔قریب ہے۔۔۔۔۔۔ہم جائیں۔۔۔۔۔۔۔گے دیکھنے۔

آپ۔۔۔۔۔۔۔کو بھی۔۔۔۔۔۔ہمارے۔۔۔۔۔۔ساتھ آنا چاہے تھا۔

جبکہ نجمہ اس کی باتیں سن کر مسکراتی خوش ہو رہی تھی کہ اس کا بیٹا وہاں جاکر ہوش ہے۔

پھر وہ لمحہ بھی آ گیا جب بابر کو اللہ نے اپنے گھر بلا ہی لیا۔

ہاں اللہ ہی تو بلاتا ہے اپنے گھر ورنہ اس ملک میں کروڑوں لوگ ہیں جو اللہ کے گھر کے اتنے قریب ہوتے ہوئے بھی دیدار نہیں کر سکتے۔

اس فرش پر ننگے پیر چلتے ہوئے بابر کو سکون ملنے لگا۔

چاچا میں۔۔۔۔۔۔میں۔یہاں۔۔۔۔۔سے گھر۔۔۔۔۔واپس نی۔۔۔۔نہیں جاؤں۔۔۔۔۔گا آپ

۔۔۔۔۔چلے۔۔۔۔۔۔۔چلے۔جانا۔۔۔۔۔واپس۔۔۔میں۔۔۔۔۔۔نہیں جاؤں گا۔۔۔۔۔میں

یہیں۔۔۔۔رہوں گا اللہ۔۔۔۔۔۔۔کے گھر۔

چھلے اس سوھنے گھر سے واپس کون جانا چاہتا ہے مگر یہ تو ہماری مجبوری ہے انسان جہاں کا ہوتا ہے واپس وہیں لوٹ

جاتا ہے۔

ہم بھی یہاں کے نہیں ہیں۔

اور ہم جہاں کے ہیں وہی لوٹ جانا ہے

چاچا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

نہیں۔۔۔میں نہیں۔۔۔۔۔جاؤں گا۔۔۔۔یہیں رہوں گا بابر ضد انداز میں بولا۔

تو ضد نہ کرو جلدی کرو وضو کر کہ جا کے نماز ادا کرے چاچا نے سختی سے کہا تو وہ وضو کرنے لگا

****

عمرے کی ادائیگی مکمل ہو چکی تھی اس دوران بابر روز ہی نجمہ سے بات کرتا تھا۔

اور یہی کہتا تھا کہ وہ واپس نہیں آئے گا اس کی بچکانا باتوں پر وہ مسکرا دیتی۔

اور کہتی کہ وہ اپنے بیٹے کی واپسی کا انتظار کر رہی ہے

کل ان لوگوں نے واپس جانا تھا۔

آج مکہ میں وہ اپنی آخری نماز ادا کرنے جا رہے تھے۔

میں۔۔۔۔واپس نہیں۔۔۔۔۔۔جاؤں گا۔۔۔۔بابر نے پھر سے کہا

بابر میں نے تم سے کہا تھا اب اس بارے میں اور کوئی بات نہیں ہو گی۔

چاچا نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

میں نہیں۔۔۔۔۔۔جاؤں گا۔۔۔۔۔۔اللہ کے۔۔۔۔۔گھر رہوں گا۔۔۔بابر ضدی انداز میں بولا۔

بابر نماز کا وقت گزرا جا رہا ہے جلدی چلو۔

چاچا نے سختی سے کہا اور اسے اپنے ساتھ لے آئے۔

آج آخری دن تھا یہاں رات دو بجے کی فلائٹ سے انہیں نکل جانا تھا۔

تیمور نماز ختم کر کے سلام پھیرنے لگا کے کی بائیں جانب بابر نہیں تھا۔

فکر مندی سے اٹھا اور بابر کو ڈھونڈنے لگا۔

انہوں نے وہاں کے ہر ایک انسان کو روک کر بابر کے بارے میں پوچھا۔

لیکن نا جانے بابر کہاں چلا گیا تھا۔

دو تین گھنٹے سے بابر کو ہر جگہ ڈھونڈ چکا تھا۔لیکن بابر کہیں نہ ملا۔

تیمور نے گھر فون نہ کیا بلکہ خود ہی وہاں کچھ لوگوں کے ساتھ مل کر بابر کو ڈھونڈنے لگا۔

لیکن بابر کہیں نہ ملا نہ جانے وہ کہاں چلا گیا تھا۔

ہر جگہ تلاش کر کے وہ تھک چکا تھا۔

اس کی فلائٹ نکل چکی تھی لیکن بابر اسے کہیں نہ ملا۔

بابر کو غائب ہوئے 40 گھنٹے سے اوپر ہو چکے تھے۔

نجمہ جو بار بار فون کر کے پوچھ رہی تھی بابر سے بات کرنی ہے اسے مجبوراً نجمہ کو بتانا پڑا کہ بابر کہیں چلا گیا ہے بابر کی گمشدگی کی خبر سنتے ہی نجمہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی۔اس کا جوان جہان بیٹا کسی دوسرے ملک کے غائب ہو چکا تھا۔

****

بابر تو کہاں چلا گیا ہے۔میں تجھے ہر جگہ ڈھونڈتی ہوں۔اپنے سامنے بیٹھے بابر کا خوبصورت چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھامے محبت سے پوچھ رہی تھی۔

مت ڈھونڈو مجھے میں بہت خوش ہوں۔میں یہاں بہت خوش ہوں۔

میں واپس نہیں آوں گا میں نے کہا تھا نہ میں چلا جاؤں گا...وہ اس کی سامنے بیٹھا محبت سے اسے سمجھا رہا تھا۔

اس کی آواز میں کوئی لڑکھراہٹ نہ تھی۔وہ پر سکون تھا۔

جیسے اسے دنیا کا کوئی غم نہ ہو۔

اچھا اب میں چلتا ہوں مجھے نماز ادا کرنی ہے۔اداس مت ہونا اپنا خیال رکھنا۔وہ نجمہ کا ہاتھ چومتے ہوئے اٹھا۔

اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا اس سے دور چلا گیا۔

نجمہ دور تک سے جاتا دیکھتی رہی مگر پکارا نہیں۔

پھر وہ اس کی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا اور اس کی آنکھ کھل گئی۔

اس نے اپنے آگے پیچھے دیکھا وہ ہسپتال میں تھی۔

اسے آج گیارہ دن بعد ہوش آیا تھا۔

بھابھی بابر کا کوئی پتہ نہیں چلا وہ آج گیارہ دن سے غائب ہے۔

تیمور ہر روز فون کر کے آپ کی خیریت پوچھتے ہیں۔لیکن انہوں نے کہا ہے کہ بابر کو ڈھونڈ لیں گے۔

مجھے تیمور بھائی سے بات کرنی ہے۔

تیمور نے بابر کو ڈھونڈنے کے لیے اپنی فلائٹ آگے کروالی تھی

****

بھابھی میں نے پولیس کو بھی شامل کیا ہے لیکن بابر کہیں نہیں ملا۔

مجھے معاف کر دیجیے بھابھی میں آپ کے بیٹے کا خیال نہیں رکھ پایا۔ تیمور شرمندگی سے بولا۔

تیمور بھائی آپ واپس آجائیں۔ ہمیں بابر کو ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں ہے۔ نجمہ نے پرسکون انداز میں کہا۔

یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں بھابھی بابر بچا ہے ہم اسے اس طرح سے یہاں نہیں چھوڑ سکتے ہمیں اسے ڈھونڈنا چاہیے وہ نا جانے کس حال میں ہو گا.... تیمور نے فکر مندی سے کہا۔

نہیں تیمور بھائی ہمیں اسے نہیں ڈھونڈنا چاہیے۔ آپ واپس آجائیں۔

وہ ہم میں سے نہیں تھا اسے ہمارے ساتھ نہیں رہنا تھا۔وہ اپنی منزل پا چکا ہے۔جانے دیں اسے مجھ سے زیادہ اللہ اس سے محبت کرتا ہے۔میں نے اپنا بابر اللہ کی امان میں دے دیا۔

اب وہ جانے اور اللہ جانے۔

مجھے پتا ہے میرا اللہ میرے بیٹے کا محافظ ہے۔

آپ واپس آجائیں۔ نجمہ نے کہہ کر فون بند کر دیا۔

****

تیمور واپس آگیا نجمہ نے کوئی شکایت نہ کی۔

وہ جو ہمیشہ پریشان رہتی تھی اپنے بیٹے کے لیے اب خوش رہنے لگی تھی۔اسے پتہ تھا اس کا بیٹا جہاں بھی ہے بالکل ٹھیک ہے۔

آہستہ آہستہ تیمور بھی ٹھیک ہو گیا۔

گاؤں والوں کو بھی یہی بتایا گیا کہ بابر غائب ہو گیا۔اب وہ کہاں گیا کب واپس آئے گا یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔

تقریباً چار سال بعد تیمور کا ایک دوست عمرے کی نیت سے مکہ گیا۔

جس پر واپس آکر اس نے بتایا کہ اس نے وہاں بابر کو دیکھا ہے۔

بابر وہاں بہت خوش تھا لیکن اسے ڈھونڈنے ہر بار اسے نہیں ملا۔ پھر اپنی غلط فہمی سوچ کر وہ چپ کر گیا۔

تیمور نے یہ بات نجمہ کو بتائی تو وہ مسکرا دی۔

میں نے کہا نہ تیمور بھائی بابر جہاں بھی ہے بہت خوش ہے اسے وہیں رہنے دیں۔

وقت کا کام تھا گزرنا وقت گزرتا گیا۔ بابر کو غائب ہوئے کہ گیارا سال گزر چکے تھے

تیمور جب بھی کسی پریشانی میں ہوتا۔

یہ سوچ کر مسکرا دیتا کہ اس کا بابر ہر نماز کے بعد اس کے لئے دعا مانگتا ہے۔

نجمہ خوش رہتی تھی کیونکہ اس کا بیٹا خوش تھا۔

اکثر صبح اٹھ کر تیمور کو بتاتی تھی کہ آج رات خواب میں وہ بابر سے ملی ہے خواب میں اپنے بیٹے کو خوش دیکھ کر خوش ہو جاتی تھی۔

بیشک اللہ اپنے چاہنے والوں کو بے حد چاہتا ہے...

****

ہم لوگ اکثر پاگل لوگوں کو دیکھتے ہیں۔ اکثر پتھر اٹھا کے ان کو بھگا دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے دوری بنا کے رکھتے ہیں۔ انہیں اپنے پاس نہیں بھٹکنے دیتے۔

ایسے لوگوں سے نفرت کرتے ہیں اپنے بچوں کو ان لوگوں سے ڈراتے ہیں۔

لیکن کیا آپ نے کبھی ایسے لوگوں کے قریب جا کر انہیں سمجھنے کی کوشش کی ہے۔

آپ نے یہ سمجھنے کی کوشش کی ہے کہ وہ پاگل ہم سے بہتر ہے۔

انہیں ہم کم عقل بیو قوف کہتے ہیں شاید۔ ہم ان سے زیادہ عقلمند اور شعور رکھتے ہیں۔

لیکن وہ ہم سے بہتر دین سمجھتے ہیں۔

کیا یہ اللہ پر یقین کرنے والے کم عقل ہوتے ہیں۔

ہم عقل اور شعور رکھنے والے لوگ اللہ پہ یقین نہیں کرتے لوگوں سے مانگتے ہیں۔

دکھاوے کی نماز پڑھتے ہیں۔

بابر جیسے لوگ جو ہر بات میں اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔

جنہیں کسی پر یقین نہیں ہوتا اللہ کے سوائے۔ یہ لوگ سب سے افضل اللہ کو جانتے ہیں اللہ کے ذات کو مناتے ہیں

۔وہ صرف اللہ ہی سے مانگتے ہیں۔ کیونکہ انہیں یقین ہے انہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں دے گا

نجانے کتنے ہی ایسے بابر ہے اس دنیا میں جو لوگوں کی گالیاں اور ٹھوکروں کو سہتے ہیں۔

وہ کسی کو زبان سے کچھ نہیں کہتے کیونکہ ان کا انصاف ان کا خدا کرتا ہے۔ وہ کسی سے نہیں ڈرتے سوائے اللہ کے۔

وہ کسی سے شکایت نہیں کرتے سوائے اللہ کے۔۔۔ وہ کسی کے سامنے نہیں جھکتے سوائے اللہ کے۔

اور ایسے لوگوں کو اللہ اپنے قریب رکھتا ہے۔

لیکن ہم نے کبھی بابر جیسے لوگوں کی تکلیف سمجھنے کی کوشش کی ہے۔

وہ جو اتنا کچھ سہ کر بھی خوش رہتے ہیں۔

آپ اپنی زندگی میں کتنی دفعہ ایسے لوگوں کو دیکھتے ہوں گے۔ میری گزارش ہے کہ آپ ایسے لوگوں سے نفرت نہ کریں ان سے دور نہ جائیں۔ بلکہ انہیں بھی عام انسانوں کی طرح ٹریٹ کریں۔ کیوں کہ اللہ نے انہیں ہمارے جیسا ہم انسان بنایا۔

ان کی بیو قوفیوں کا مذاق اڑانا۔ ان کی باتوں میں سے غلطیاں نکالنا۔ ان پر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کرنا کہ وہ پاگل ہیں۔ ایسے لوگوں کو دیکھتے ہی پتھر مار کے خود سے دور کرنا یہ سب کچھ نہ کیا کریں۔

یہ لوگ بھی محبت کے قابل ہوا کرتے ہیں۔

کیوں کہ ایسے ہی لوگ اللہ کے قریب ہوتے ہیں ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جو اللہ سے سچی محبت کرتے ہیں۔

****

اس کہانی میں کسی بھی قسم کی حدیث یا قرآنی آیت کا استعمال نہیں کیا گیا۔ کیونکہ میں نہیں چاہتی کے اللہ کے ذکر کے ساتھ کسی بھی قسم کی کوئی غلطی ہو۔

اس کہانی کو آپ تک پہنچانے کا مقصد صرف یہ تھا۔ میں آپ تک یہ بات پہنچا سکوں کہ اللہ اپنے بنائے گئے ہر انسان سے محبت کرتا ہے ہر چیز کو چاہتا ہے۔ وہ نہ امیر غریب کا فرق دیکھتا ہے۔ وہ نہ عقلمند اور بے وقوف کا۔ اللہ کی نظر میں سب برابر ہے۔

اللہ ہی ہے جو ہمارے عیب چھپا کے ہمیں دوسروں کے سامنے نظر اٹھا کر چلنے کے قابل بناتا ہے۔ ورنہ جو گناہ ہم دن رات کرتے ہیں۔ اس کے بعد ہم خود سے بھی نظر ملانے کے قابل نہیں رہتے۔

"میں کون ہوں یہ جان کر

میں کیا ہوں میں رو پڑا"

ہمیں اللہ کے خاص بندوں میں سے بننا ہے۔

کیونکہ جو اللہ کے لئے خاص ہوتا ہے۔ اللہ اسے ہر حال میں خوش رکھتا ہے۔ بابر ہر حال میں خوش رہنے والا انسان تھا کیونکہ اللہ اسے ہر حال میں خوش رکھتا تھا۔ اللہ کی نظر میں بابر جیسے انسان اور کسی عقلمند میں کوئی فرق نہ تھا۔

اس لیے انسانوں کو بھی یہ فرق ختم کر دینا چاہیے۔ اور اب مجھے لگتا ہے کہ یہ بات آپ سب تک پہنچانے میں کامیاب رہی ہوں۔

آپ کی دعاؤں کی طلبگار

آپ کی کیوٹ سی رائیٹر اریج شاہ

****

The End

PRIME URDU NOVELS